سامراج کھل کر سامنے آگئے

اقوام متحدہ کا قیام جن مقاصد کے تحت عمل میں آیا تھا ان میں سے کسی ایک مقصد میں بھی یہ ادارہ کامیاب نہیں ہو سکا ہے اس کی بڑی وجہ اس ادارے پر بڑے خصوصاً مغربی ممالک کا قبضہ ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی ترقی پذیر اور پسماندہ ملکوں کے معاملے میں بڑی طاقتوں کو اپنا مفاد خطرے میں پڑتا نظر آیا انہوں نے ویٹو استعمال کیا۔

اقوام متحدہ کے باقی ادارے تو کسی نہ کسی طرح ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کی امداد و اعانت کرتے رہتے ہیں لیکن ان اداروں میں بھی سرمایہ دار ممالک کا عمل دخل ہے۔ کیونکہ سرمایہ دار ممالک اقوام متحدہ کے اداروں کو مالی امداد فراہم کرتے ہیں۔

ان اداروں میں عالمی بنک قابل ذکر ہے جو ترقی پذیر اور پسماندہ ملکوں کو قرض اس بنیاد پر دیتا ہے کہ وہ اپنے سکے کی بین الاقوامی قیمت میں اس کی مرضی کے مطابق کمی کریں گے یوں مقروض ملک کی معیشت سدھرنے کی بجائے اس شرط کی بدولت بگڑ جاتی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ سرمایہ دار ملک ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کو اپنا دست نگر رکھنا چاہتے ہیں ان ممالک کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ صنعتی اور معاشی اعتبار سے کمزور ملک خود کفیل نہ ہوں۔ اور یہ کہ وہ ہمیشہ ان اجارہ دار ممالک کے دست نگر رہیں۔

ان عالمی سرمایہ داروں کا خبث باطن ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کے کسی بھی معاملے میں چھپا نہیں رہتا اس کی تازہ مثال اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا انتخاب ہے سیکرٹری جنرل کے عہدے کے لیے ۲ امیدوار میدان میں تھے ان میں سے ایک تنزانیہ کے وزیر خارجہ سلیم احمد سلیم ہیں جبکہ دوسرے امیدوار موجودہ سیکرٹری جنرل والڈ ہائیم ہیں جو تیسری مرتبہ اس عہدے کے امیدوار ہیں۔

کامیابی کے لیے سلامتی کونسل کے کم از کم ۹ ارکان کی حمایت حاصل کرنا ضروری ہے لیکن کسی بڑی طاقت کے ویٹو کیے جانے کی صورت میں یہ انتخاب از خود کالعدم ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں ۲۰ مرتبہ چناؤ ہو چکا ہے لیکن ہر بار چین نے والڈ ہائیم کو اور امریکہ نے سلیم احمد سلیم کو مسترد کر دیا یوں تادم تحریر یہ چناؤ حق استرداد کا شکار ہے۔ چین کا خیال ہے کہ آئندہ سیکرٹری جنرل تیسری دنیا سے ہونا چاہیے جبکہ امریکہ کی حتی الوسع کوشش ہے کہ اس منصب پہ ترقی یافتہ قوموں کا نمائندہ منتخب ہو کیونکہ عالمی معاملات و سیاسیات میں تیسری دنیا کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ امریکہ ایسے ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کو ایک آنکھ نہیں بھاتے اور نہیں چاہتے کہ تیسری دنیا کے ملک اپنی غربت دور کر کے معاشی اعتبار سے خود کفیل ہو کر ان کی ہمسری کرنے لگیں یہی بات ان طاقتوں

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان
مجلس
جلد ۲۴ شمارہ ۵۰
جمعۃ المبارک ۱۳ صفر تا ۱۹ صفر ۱۴۰۲ھ
سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ
نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
مدیر
زاہد منیر شہری
مجلس مشاورت
مولانا محمد منظور الحق رحمانی
بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے
رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور
یکے از مطبوعات نظام صمد پاکستان

پبلشر عبیداللہ انور پرنٹر قاسمی پرنٹرز موری گیٹ لاہور مقام اشاعت شیرانوالہ گیٹ لاہور

کے لیے تشویش کا باعث ہے۔

اب روس سمیت ترقی یافتہ ممالک چھوٹے ممالک کو یہ جتلاتے ہیں کہ وہ اقوام متحدہ میں ان کی بڑی بڑی دعوتوں اور مہمانداریوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اقوام متحدہ کو ہر سال لاکھوں ڈالر دیتے ہیں بڑی بات یہ ہے کہ وہ فوجی اعتبار سے طاقتور ہیں اس لیے اس عالمی مسئلہ میں انہیں امریکہ کی حمایت کرنا چاہیئے۔

روس کے متعلق غریب ملکوں کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ شاید اس انتخاب میں امریکی ویٹو رد کرنے کے لیے امریکہ پر دباؤ ڈالے گا لیکن یہ خوش فہمی ہی رہی کیونکہ روس بھی تیسری دنیا کے استحکام اور خود کفالت کے خلاف ہے اقوام متحدہ کے اہم منصب پر غریب ملکوں کے نمائندہ کو کسی طور برداشت نہیں کر سکتا لیکن سردست اس کا یہ کام امریکہ ویٹو کی صورت میں سرانجام دے رہا ہے۔

امریکہ کا سلیم احمد سلیم کو ویٹو کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سلیم احمد سلیم نے اقوام متحدہ میں تیسری دنیا سے تعلق رکھنے والے ممالک کے گروپ کی طرف سے جاری کیے جانے والے اعلان پر دستخط کیے تھے اس اعلان میں امریکہ پر دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والی جنگوں کو ہوا دینے کا الزام لگایا گیا تھا۔

سیکرٹری جنرل کے انتخاب کے مسئلہ نے بڑی طاقتوں خصوصاً مغربی ممالک کی تیسری دنیا کے ممالک کے خلاف محاذ آرائی دنیا پر عیاں ہو گئی ہے۔ روس سمیت تمام سامراجی ممالک چھوٹے ملکوں کو کسی اعتبار سے مضبوط اور طاقتور نہیں دیکھنا چاہتے۔

ان حالات میں تیسری دنیا کے ممالک کو چاہیے کہ وہ اپنی معاشی ترقی میں سرمایہ دار ملکوں کی بجائے ایک دوسرے سے مدد حاصل کریں اور آئندہ بڑے ملکوں پر اعتبار کرنے کی بجائے خود دفاعی نظام کو مستحکم کرنے کے لیے آپس کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔

ترقیاں کس بنیاد پر ؟

گزشتہ روز اخبارات میں آئی جی پنجاب پولیس نے پریس کانفرنس میں تیس پولیس آفیسروں کو ترقیاں دینے کا اعلان کیا جن میں سے پانچ کے ناموں کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے ان صفحات میں ان ترقیوں کو ہدف تنقید بنانا مقصود نہیں ہم ان ترقیوں کے ضمن میں چھوٹی سی گزارش کریں گے کہ ترقی کسی قابل تعریف کام کی بنیاد پر دی جاتی ہے اور یہ کہ سرکار کا یہ لگا ہے اپنے ملازمین کی ترقیاں کرتی رہتی ہے اور ظاہر ہے ان ترقیوں کے پیچھے ترقی پانے والے کا اچھا ریکارڈ فرائض منصبی کی تندہی سے بجا آوری اور ایمانداری کی روح کارفرما ہوتی ہے جیسا کہ اب تک یہی ہوتا آیا ہے لیکن محکمہ پولیس میں آفیسروں کو دی جانے والی ترقیاں ساری نہیں تو کم از کم کچھ تو ایسی ضرور ہوں گی جو بلا جواز نہ سہی قبل از وقت ضرور ہیں قبل از وقت اس لیے کہ ان ترقیوں کے ضمن میں ہر باشعور شہری کے ذہن میں یہ سوالات گردش کر رہے ہیں کہ کیا ترقی پانے والے ملازمین نے اپنے اپنے علاقوں میں رشوت چوری، ڈکیتی، راہزنی، قتل اور اغواء کی وارداتوں پر قابو پا لیا ہے؟ کیا ان کے علاقوں میں جرائم بالکل نہیں ہو رہے ہیں؟ کیا شرفاء کی پگڑیاں اچھالنا بند ہو گئی ہیں؟ اور کیا خود ان کے ماتحت عملے نے رشوت کو تھانے سے دیس نکالا دے دیا ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ ترقی یافتہ پولیس آفیسران خود ان سوالات کا جواب نفی میں دیں گے اور اگر وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا استفسارات کا جواب نفی میں ہے تو پھر ترقی کا مژدہ کس بنیاد پر سنایا جا رہا ہے؟

پولیس اگر اپنے فرائض کی انجام دہی میں غفلت نہ برتے تو یقیناً عوام انہیں سر آنکھوں پر بٹھائیں۔

باقی صفحہ ۱۲ پر

پاکستان میں اسلام کا عملی نفاذ ضروری ہے: مولانا فضل الرحمٰن

ملک میں اسلامی نظام نافذ کریں رحمت ہی رحمت ہو گی مولانا محمد اجمل

جمعہ ۲۷ نومبر کو نظام العلماء کی جانب سے یوم نفاذ اسلامی نظام منایا گیا اس سلسلے میں ملک بھر میں جمعہ کے اجتماعات میں علماء کرام نے عوام کو اسلامی نظام کی برکات اور پاکستان میں عملی اعتبار سے نافذ نہ ہونے کی وجوہات سے آگاہ کیا۔

ذیل میں مسجد شہداء لاہور میں یوم نفاذ اسلامی نظام سے متعلق ایک جلسہ کی روداد ہے اس جلسہ سے نظام العلماء پاکستان کے مرکزی ناظم اول مولانا فضل الرحمٰن نظام العلماء کے مرکزی رہنما مولانا محمد اجمل کالعدم جمہوری پارٹی کے سابق وفاقی وزیر چوہدری ارشد اور طالب علم رہنماؤں نے خطاب کیا۔

(ادارہ)

صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کا اجتماع اس فیصلے کا نتیجہ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ملک بھر میں یوم مطالبات منایا جائے لوگوں کے سامنے اسلامی نظام کی اہمیت و افادیت بیان کی جائے لیکن افسوس! کہ ہم جو اسلام کی بات کرتے ہیں وہ سیاسی بات بن جاتی ہے اور بے بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں آج بھی ہم صرف اسلام کی بات کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ یہ لوگ سیاست اور دین کو علیحدہ علیحدہ سمجھتے ہیں انگریز نے اپنے دور اقتدار میں لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی تھی کہ سیاست اور مذہب علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن جب ہم حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین کے دور کی طرف نگاہ دوڑاتے ہیں تو ہمیں عبادات حسن اخلاق و معاملات کے دروس کے ساتھ ساتھ حاکم و محکوم کے حقوق و فرائض بھی ملتے ہیں۔

ظالم کی مذمت اور مظلوم کی حمایت نظر آتی ہے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ امیر المومنین کو ایک معمولی اعرابی بھی ٹوک سکتا ہے۔ تنقید کرتا ہے ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ امیر المومنین خود لوگوں سے کہتا ہے کہ اگر میں سیدھے راستے پر چلوں تو میری اطاعت کرو اگر غلط راہ اپناؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔

حضور کی مکی زندگی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ آپ نے اسلام کی دعوت دے کر سرمایہ داروں۔ جاگیرداروں اور وڈیروں کے مظالم سہے مدنی زندگی اس بات کی گواہ ہے جہاں آپ نے اسلام قرآن اور خدا کی وحدانیت کی تعلیم دی وہاں آپ نے جنگوں میں مسلمانوں کی قیادت بھی کی، جنگ احد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ آپ نے دشمن کو للکارا۔ یہ ہمارے لیے اعلیٰ ترین سبق ہے

پاکستان کے قیام کا مقصد آپ کے سامنے ہے۔ یہ نظریاتی مملکت ہے اور اس کی اس حیثیت سے پاکستان کے کسی حکمران نے کبھی انکار نہیں کیا۔

افسوس کہ اسلام اور نظریہ کا نام لے کر عوام کو غلط فہمی میں مبتلا رکھا گیا۔ لیکن قوم ان ہتھکنڈوں کو خوب جانتی تھی اس لیے قوم نے ۱۹۷۷ء میں تحریک چلائی اور اس سے پھر ایک مرتبہ واضح ہو گیا کہ پاکستان اسلام کے بغیر نہیں رہ سکتا اسی لیے موجودہ حکومت نے ۱۹۷۷ء کو برسر اقتدار آ کر کہا تھا کہ پاکستان کی بقاء اسلام میں ہے۔ اور یہ کہ انتخابات کرائے جائیں گے۔ ہم نے تائید کی ہم نے روایات کو توڑتے ہوئے کہا کہ ہم اسلام اور جمہوریت کے لیے تمہارے ساتھ تعاون کو تیار ہیں اور ہم نے تعاون کیا کہ اسلام کو ملک میں عملی شکل

میں دیکھیں گے ۲ اربیع الاول کو کچھ قوانین کے نفاذ کا اعلان ہوا لیکن مکمل نہیں ہوا۔

ربوہ میں پلاٹوں کے مختص کیے جانے کے متعلق انہوں نے کہا کہ پانچ سو پلاٹوں پہ سے بیوروکریسی نے مل جل کر یہ پابندی ختم کر دی ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کے لیے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک غیر مسلم اقلیت کے سربراہ کے اس بیان کا نوٹس کیوں نہیں لیا گیا کہ ہم پہ غیر مسلم کی پابندی عبوری ہے افغان مجاہدین سے متعلق مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہم ان کی سوویت روس کے خلاف لڑائی کو جہاد قرار دیتے ہیں ہم سمجھتے ہیں ہم اور افغان مجاہدین اس اعتبار سے ایک ہیں کہ وہ بھی اسلام کی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور ہم بھی اسلامی قوانین کی بقاء اور نفاذ کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ پاکستان کو امریکی اسلحہ کی فروخت سے متعلق انہوں نے کہا کہ اس سے روس کو پاکستان پر جارحیت کرنے کی شہہ نہیں ملنی چاہیئے۔ مولانا اجمل مرکزی رہنما نظام العلماء پنجاب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ قرآن کہتا ہے نماز قائم کریں۔ اور کروائیں زکوٰۃ دیں اور دلوائیں برائی سے روکیں اور خود بچیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ملک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا دین نافذ ہو جائے تو پھر رحمتیں ہی رحمتیں ہوں گی ہم محتاج نہیں ہوں گے سعودی عرب کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے اسلام نافذ کیا تو خدا نے سیال سونے کی دولت سے نوازا۔

سابق وزیر چوہدری ارشد نے اپنے خطاب میں کہا کہ پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی کوششوں میں جمعیت کے شانہ بشانہ کام کریں گے اور ہم نہیں سمجھتے کہ پاکستان کی کوئی جماعت ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی مخالفت کرتی ہے۔ نفاذ کے طریق کار پہ اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن اسلام سے نہیں۔

جمعیت طلباء اسلام کے طالب علم رہنما خالد محمود شیپو نے کہا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد صرف اور صرف یہاں اسلام کا عملی نفاذ ہے اس کے علاوہ کسی ازم یا نظام کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

عُلماءِ کرام

صلاحیت رکھتے ہیں

فدا محمد میانکی بانڈہ

آج کل عوام میں علماء کا مقام بہت پست ہے کیونکہ انگریز سامراج نے عوام کے دماغ میں یہ بات ڈالی ہے کہ علماء زندگی کے کسی شعبے کا انتظام چلانے کے قابل نہیں اور رکتے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی انگریز کی بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں لیکن جو لوگ اس بات سے ناواقف ہیں کہ لعد از ذمات وہ اولئک اصحٰب النار هم فیها خٰلدون میں سے ہیں کیا وہ ان لوگوں سے زیادہ سمجھدار ہو سکتے ہیں مرنے کے بعد ان کے ساتھ جو ہو گا اس سے واقف ہوتے ہیں اور اس کے لیے اس دنیا میں تیاری کرتے ہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوں گے اور کبھی بھی وہ مسلمانوں سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں آج کل جو لوگ زیادہ فاسق ہیں دنیاوی اعتبار سے عزت کا مقام رکھتے ہیں اور اس میں ہر کام کرنے کی صلاحیت رکھنے کا یقین رکھتے ہیں جبکہ اس کے برعکس علماء کرام صاحب ہر کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں مولانا مفتی محمود مرحوم نے صوبہ سرحد میں بحیثیت وزیر اعلیٰ تقریباً ۹ ماہ حکومت کی۔ اس مرحلے میں صوبے کے کسی شعبے میں خرابی پیدا نہیں ہوئی۔

سعودی عرب دیکھئے کہ جہاں شرعی نظام ہے شرعی نظام کی برکتوں کی بدولت امریکہ اور روس ایسے سپر پاور ملک سعودی عرب کے محتاج ہیں۔

افسوس کہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کو اس کے والدین فیس کے لیے پیسے دیتے ہیں کپڑے بوٹ کوٹ پتلون وغیرہ حتیٰ کہ جو چیز مانگتا ہے مہیا کرتے ہیں جبکہ اسلامی مدرسہ میں پڑھنے والے طالبعلم کے تمام اخراجات کا اسلامی مدرسہ ذمہ دار ہے یہ کیوں اس لیے کہ یہ تاثر عام ہے کہ دس سال گزرنے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرنے والا صرف اذان و نماز کے علاوہ کسی قابل نہیں ہو گا جب کہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والا دنیاوی اعتبار سے مستقبل میں بڑی آسائش و آرام سے رہتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں اگر علما کرام پاکستان میں نہ ہو سکے تو پاکستان مکمل طور پر غیر اسلامی ملک ہوتا یہ علماء کرام صاحب کی کوشش ہے کہ سامراجی مسلمانوں میں اپنے زہریلے جراثیم نہیں پھیلا سکے ہیں۔

توجہ فرمائیں

جواب طلب امور کے لئے جوابی خط ضرور بھیجئے ورنہ تعمیل نہ ہو گی۔ (سید مظہر علی شاہ)

ہفتۂ رفتہ و گذشتہ — زاہد بلند شہری

عربوں نے باہمی اتحاد کا سنہری موقع کھو دیا؟

۲۵ نومبر کو مراکش کے دار الحکومت فیض میں عرب سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس عرب لیگ کے قیام ۱۹۴۵ء سے اب تک ہونے والی کانفرنسوں میں اہم ترین کانفرنس تھی کانفرنس کے انعقاد سے قبل مبصرین کا خیال تھا کہ کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ اور فہد منصوبہ کے بارے میں باہمی اختلاف کے باعث سربراہ اجلاس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلے گا۔

اجلاس کے بعد جو صورتحال دنیا کے سامنے آئی اس سے اجلاس کی مبینہ ناکامی ظاہر ہو رہی تھی۔ محاذ استقامت جو لیبیا، جنوبی یمن تنظیم آزادی فلسطین اور ان کے ہم نوا بائیں بازو کی LEFT کے عرب ممالک پر مشتمل ہے وزرائے خارجہ کے تیار کردہ اجلاس میں سعودی عرب کے فہد امن منصوبہ کے سربراہ اجلاس میں زیر بحث لانے کی کوششوں کی سخت مخالفت کی تھی جبکہ تیاری کے اجلاس سے قبل شاہ مراکش نے سعودی عرب کو یقین دلایا تھا کہ وہ منصوبہ کے ساتویں نکتہ میں ترمیم کے ساتھ فہد منصوبہ کو سربراہ اجلاس میں شامل کرانے کی کوشش کریں گے لیکن محاذ استقامت کے سخت رویہ کے باعث وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اجلاس کے دوران سعودی لیڈر مندوبین کو فہد منصوبہ کے بارے میں قطعاً قائل نہ کر سکے اجلاس کی ناکامی دنیائے عرب کے لیے حیرت کا باعث ہے اس لیے کہ محض فہد منصوبہ اس کی ناکامی کا باعث نہیں بن سکتا کیونکہ اسے نہ عرب ممالک نے باضابطہ طور پر قبول کیا اور نہ اسے عملی حیثیت ہی سے کوئی مقام حاصل ہوا تھا۔ فہد منصوبہ عرب ممالک کے نزدیک اس لیے قابل قبول نہیں کہ اس کی شق نمبر سات میں مشرق اوسط کے تمام ملکوں کی بقاء کو تسلیم کیا گیا ہے جو اسرائیل کو بالواسطہ تسلیم کرنے کے مترادف ہے اور یہ بات یقیناً عرب کاز کے مخالف جاتی ہے لیکن کچھ دن قبل شہزادہ فہد نے اس بات کی تردید کی تھی کہ ان کے پیش کردہ منصوبہ میں اسرائیل کو تسلیم کیا گیا ہے۔ عرب گروپ استقامت کا نظریہ یہ ہے کہ یہ منصوبہ کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور یہ کہ اس سے عربوں کے مفادات کو دھچکا لگے گا۔

لیکن دوسری طرف اسرائیل نے فہد منصوبے کو تسلیم نہیں کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ منصوبہ اسرائیل مفادات پر ضرب لگا سکتا تھا لیکن منصوبہ کی ساتویں شق قابل غور ہے کانفرنس کے خاتمہ کے بعد شاہ حسن نے کہا کہ کانفرنس کی ناکامی فہد منصوبہ کی وجہ سے نہیں ہوئی لیکن انہوں نے ناکامی کی دوسری وجہ بھی نہیں بتائی۔

اس اجلاس کے ناکام ہونے سے سعودی عرب کو عالمی سطح پر خاصا دھچکا پہنچا کیونکہ سعودی عرب نے اس منصوبہ کو تسلیم کرانے کے لیے پورا پورا زور لگا دیا تھا سچ تو یہ ہے کہ یاسر عرفات نے سعودی عرب کی خاطر اس منصوبہ کے قبول کیے جانے کی حامی بھر لی تھی لیکن اجلاس کی ناکامی سے یاسر عرفات کو پی۔ ایل۔ او میں اپنا مقام خطرے میں پڑتا نظر آ رہا ہے۔

یاسر عرفات سے قبل شامی حکومت نے اس منصوبہ کے مثبت نکات پر غور کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن اجلاس شروع ہونے سے قبل شامی حکام نے کہا کہ سعودی منصوبہ دنیائے عرب میں مزید نفاق پیدا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔

اجلاس سے قبل شامی حکام کی مخالفت کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ منصوبہ کی تیاری سے قبل عرب ممالک کو شریک نہیں کیا گیا اور یہ کہ اگر کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے مقابلے میں کوئی منصوبہ تیار ہوتا ہے تو اس میں روس کا شامل ہونا یا یہ کہ روس کی مرضی کا دخل ہونا از حد ضروری ہے کیونکہ منصوبہ کیمپ ڈیوڈ امریکہ نے تیار کیا تھا اجلاس سے قبل اور بعد کی صورت حال سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اور روس کی مشرق اوسط میں سیاسی فتح کے لیے رسہ کشی عروج پر ہے روس اپنے مقاصد کو محاذ استقامت کے ذریعے حاصل

قانون حق شفعہ

حکومت کے پاس جوں کا توں پڑا ہے

گزشتہ روز ملتان سے نظام العلماء پاکستان کے ناظم اول مولانا فضل الرحمٰن کے نام دیت، قانون حق شفعہ، قصاص اور حدود کی تیاریاں اور عملی نفاذ کے بارے میں ایک قاری کا خط آیا تھا۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

محترم گرامی قدر جناب مولانا صاحب السلام علیکم: آپ کا بیان مورخہ ۲۹/۱۱/۸۱ کے اخبارات میں بعنوان "اسلام جمہوریت اور اپنے حقوق کے لیے پوری قوم متحد ہو چکی ہے" شائع ہوا۔ قرآن اور سنت کے مکمل نفاذ کے بعد پاکستان پر خدا کی رحمتوں اور برکات کا نزول ہو گا۔ یہ آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ یہ بھی بالکل درست ہے اسلام کے نفاذ کے لیے آپ نے ماضی اور نہ لیڈری، سیاسی تاریخ کو داؤ پر لگا کر مارشل لاء اور حکومت سے بھی تعاون کیا گیا تھا۔ اور ملک میں اسلامی حدود و تعزیرات اور زکوٰۃ کا نفاذ اور شرعی عدالتوں کا قیام جمعیت علماء اسلام کی سرگرمیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ آپ نے صحیح فرمایا ہے کہ موجودہ جمود کو ختم کر کے ایک بار پھر اسلامی جذبے کے ساتھ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے قوم کے سامنے آئیں۔ ماہ اپریل ۱۹۸۱ء میں جب ڈاکٹر عبدالرحمٰن لصار مصر سے پاکستان تشریف لائے تھے تو انہیں جناب صدر ضیاء الحق شرعی اسلامی کونسل لے گئے تھے۔ جناب جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب نے اسلامی نظام کے قوانین حدود و قصاص، دیت اور شرعی حق شفعہ کے بارے میں ان سے ذکر کیا تھا کہ ان پر غور کیا جا رہا ہے اور یہ مسودہ بہت جلد صدر ضیاء الحق کو پیش کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد بھی اکثر اخبار نوائے وقت میں کونسل کی طرف سے مضمون شائع ہوتے رہتے ہیں کہ ان قوانین کو علماء کے مشورہ اور مناسب ترمیم کیے جانے کے بعد مکمل کیا جا چکا ہے اور یہ گورنمنٹ گزٹ میں بھی شائع کیے جا چکے ہیں۔ آخر کار ۲۳ جون ۱۹۸۱ء اخبار نوائے وقت میں چیئرمین شرعی اسلامی کونسل جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے "قانون حق شفعہ" عنوان کے زیر نگرانی تیار کیا گیا تھا ان کو برائے منظوری پیش کر دیا گیا۔ جناب صدر محمد ضیاء الحق صاحب نے کونسل کی کارکردگی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قانون حکومت کو منظوری کے لیے بھیج دیا گیا ہے جو حکومت کی طرف سے بہت جلد منظور ہو جائے گا۔ اسے اب عرصہ پانچ ماہ گزر چکا ہے ابھی تک حکومت کے پاس جوں کا توں پڑا ہوا ہے۔ افسران بالا برسر اقتدار حکومت کا عملہ جو بھٹو نواز ہے قانون شرعی حق شفعہ کو منظور کرنے میں دیر کر رہا ہے جب تک ملک میں سختی کے ساتھ اسلامی قانون منظور کر کے نافذ نہیں کیے جاتے ملک میں اسلامی نظام کس طرح نافذ کیا جا سکتا ہے۔

مارشل لاء اور حکومت سے جناب صدر نے چیئرمین شرعی اسلامی کونسل کو رجوع کرنے کو کہا ہے کہ یہ قوانین یا سفارشات جو کونسل کی طرف سے ماہ جون میں حکومت کو منظوری کے لیے بھیجی گئی تھیں ان کی منظوری حاصل کی جائے اور ان کے نفاذ کے لیے متعلقہ محکموں کے سربراہوں سے کہا جائے کہ ان پر فوری طور پر عملدرآمد شروع کیا جائے۔ یہ جناب صدر نے اس ماہ لاہور میں اپنی تقریب میں فرمایا تھا۔

آپ سے بھی گذارش ہے کہ آپ غیر اسلامی حق شفعہ جس میں بھٹو نے مزارعین کا حق فائق قرار دے رکھا ہے اسلامی شرعی "قانون حق شفعہ" کے منظور ہو جانے سے بیچارے چھوٹے بڑے سب زمینداروں کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ بھٹو نے مزارعین سے وراثت حاصل کرنے کے سلسلہ میں ان کا حق فائق قرار دیا تھا۔ اسلامی حق شفعہ کے قانون کی منظوری سے دیرینہ پریشانیاں دور ہو سکیں گی۔ اس لیے جناب سے گزارش ہے کہ آپ حکومت کی توجہ ان سفارشات کے منظور کرنے کی طرف دلوائیں گے اور ان کے نفاذ کے لیے حکومت پر زور دیں گے کہ وہ متعلقہ محکمہ جات کو ان پر عملدرآمد کرنے کا سختی سے حکم جاری کرے۔

زکوٰۃ کا قانون بلاتاخیر جمعیت علماء کے زور دینے پر بہت جلد منظور ہو گیا تھا اور اس پر عملدرآمد بھی شروع ہو گیا۔ اگر حکومت کوئی بھی قانون نافذ کرے اس پر عملدرآمد کرانا بھی حکومت کا فرض ہے۔ عوام ہر طرح سے اسے قبول کر لیتے ہیں۔ اسلامی قانون نافذ کیے جانے میں جس قدر دیر کی جائے گی اس سے حکومت کمزور ہوتی جائے گی۔ اسلامی نظام کا نافذ کرنا

بلال زبیری مرحوم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیاسی معاہدات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک انقلابی نوعیت کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو ایک ایسے قانون کا پابند بنایا جو معاشرتی۔ سماجی اور سیاسی اعتبار سے منفرد اور اقتصادی اعتبار سے بلند تر درجے کا حامل تھا۔ عربستان کے ساربانوں کو جو جہالت اور کفر پرستی کے قعر مذلت میں پڑے ہوئے تھے پاکیزہ ذوق اور نیک طینت عطا کر کے جہانبانی پر فائز کیا۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا اور نہ ہی اس دنیا کے کسی عام انسان کے حیطہ اختیار میں تھا۔ ہمہ جہتی اور ہمہ پہلو انقلاب کے پیچھے مشیتِ ایزدی کارفرما تھی۔ فطرت لم یزل کا ایک اٹل قانون ہے کہ جب خشک سالی کی وجہ سے کھیتیاں سوکھنے لگ جاتی ہیں۔ بہاروں کے زمزمے لٹ جاتے ہیں نور کی کرنیں سمٹ جاتی ہیں — سبزوں کی ہریالی مٹ جاتی ہے تو چشم فطرت سے آنسو چھلک پڑتے ہیں۔ انسانوں کی بے بسی کا مشاہدہ دیدنی ہو جاتا ہے۔ رحمت کے دریا جوش میں آجاتے ہیں اور کائنات پر علم و عرفان کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ بالکل ایسا ہی اب سے چودہ سو برس پیشتر ہوا۔ اللہ تعالٰے نے بھٹکے ہوئے انسانوں کو دنیا کے آخری اور لازوال قانون کا پابند کرنے اور ان کی ہمہ پہلو اصلاح کے لئے امام الانبیاء، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت فرمائی اور انسانیت کی رہنمائی کے لئے انسان کامل محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا۔ دنیاوی اعتبار سے اس یتیم و بے سہارا مگر انقلابی انسان نے مکہ معظمہ میں ایک نیا انسانی معاشرہ تشکیل کیا اور اس عظیم معاشرہ کی تکمیل مدینہ منورہ میں ہوئی جہاں سے انسانی کردار کا نیا آفتاب فکر انگیز طلوع ہوا اور ساری دنیا اس کی روشنی سے منور ہوگئی۔ علم کے سوتے پھوٹے۔ عرفان کی شمعیں روشن ہوئیں۔ اخلاق کے بلند عظمت مینار تعمیر ہوئے۔ تاریخ کا وہ دور کردار سازی کا روشن باب بن گیا اور رہتی دنیا تک تاریخ کے وہی عنوان انسانیت کے لئے پیشوا اور رہنما مخصوص ہو کر رہ گئے۔

میں اس مختصر سے مضمون میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی کے ان خطوط پر کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے مخالفین اور منافقین کے مقابلے میں جو سیاسی سمت اختیار فرمائی بالآخر باقی دنیا کو جلد یا بدیر اسی سمت کی طرف لوٹنا پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے سیاسی پہلوؤں پر جس قدر غور کرتا ہوں مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ انسان کامل کا سیاسی تدبر اور سیاسی بصیرت ہی تھی کہ جس نے وقت کے شہنشاہوں کو قرآن کے سامنے جھکا دیا اور ایک خدا کی پرستش پر آمادہ کیا۔ خداوند قدوس کی عظمت و جبروت انسانی دلوں میں روشن ہوئی۔

اب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سیاسی معاہدات کا مختصر تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جن سے اہل عرب کے مختلف قبیلوں اور غیر عرب حکومتوں نے اسلام کی عظمت کا اقرار و اعتراف کیا۔ ان معاہدوں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ تحریر فرمایا یا جن معاہدات پر دستخط فرمائے ان میں بعض ایسے بھی تھے جن کی عبارت سے خود صحابہ کرامؓ کو اختلاف تھا لیکن وقت نے ثابت کیا کہ حضورؐ کی بصیرت مستقبل کو احاطہ کئے ہوئے تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ۴۲ معاہدے امن کی حالت میں اور ۱۴ معاہدے زمانہ جنگ میں غیر مسلم اقوام سے کئے جن کا تذکرہ تاریخ میں محفوظ ہے۔ میں ان میں سے صرف دو کا ذکر کر رہا ہوں جو حالت امن مگر جنگ کی پیش بندی کے لئے ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپؐ نے چھ مختلف فریقوں کے درمیان ایک معاہدہ تحریر فرمایا۔ اس معاہدہ میں فریق اول آپؐ خود تھے اور باقی میں مکہ کے مہاجر مسلمان اور مدینہ کے شہری۔ مدینہ کے مسلمان شہری۔ مدینہ کے یہودی شہری، مدینہ کے عیسائی شہری اور مدینہ کے دیگر غیر مسلم شہری بطور فریق شامل تھے۔ اس معاہدہ کی اہم دفعات یہ تھیں:

۱۔ کوئی گروہ دیت کی مقررہ حدود میں تخفیف نہیں کر سکے گا۔

۲۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کے مظلوم حلیف کے مقابلہ میں اپنے حلیف کی ناحق حمایت نہیں کرے گا۔

۳۔ جو شخص دیت کی ادائیگی میں سفارش کا مرتکب ہوگا اس کی تمام مسلمان مخالفت کریں گے۔

۴۔ جو مسلمان یا اس مسلمان کا بیٹا جماعت معاشرہ میں فساد و تفرقہ کی کوشش کرے

گا دیگر مسلمان اس کا مقابلہ کریں گے۔

۵۔ اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کافر مارا جائے تو کافر کی حمایت میں کسی دوسرے مسلمان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ اگر کوئی کافر کسی مسلمان کے درپے ہو تو مسلمان پر کافر کی حمایت واجب نہ ہوگی۔

۷۔ مسلمان معاشرتی اعتبار سے سب برابر ہوں گے اور ایک دوسرے کے محافظ ہوں گے۔

۸۔ مسلمان انصاف وحق کے لئے ایک یہودی کی حمایت کا پابند ہوگا۔

۹۔ مسلمان لڑائی میں شہید ہو جائے تو اس کی ذمہ داری کسی دوسرے مسلمان پر عائد نہ ہوگی۔

۱۰۔ تمام مؤمن اسلام کے احسن طریق پر ثابت قدم رہیں گے۔

۱۱۔ کوئی مسلمان کسی مشرک کو پناہ نہیں دے گا جب کہ مشرک کسی مسلمان کو ناجائز تنگ کرنے کی نیت رکھتا ہو۔

۱۲۔ مؤمن کے قتل ناحق پر اگر مقتول کے ورثا دیت لینے پر رضامند نہ ہوں تو قاتل کو جلاد کے حوالے کیا جائے گا۔

اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے والا مسلمان دنیا و آخرت میں اللہ تعالےٰ کا مجرم ہوگا۔

دوسرا معاہدہ

یہ معاہدہ مدینہ کے سات یہودی قبائل سے ہوا۔ اس میں بنو نجار، بنو حارث، بنو ساعدہ، بنو جشم، بنو ثعلبہ، حسفینہ اور بنو شطیبہ شامل ہیں۔

۱۔ تمام یہودی جنگی حالات میں مسلمانوں کی مالی اعانت کے پابند ہوں گے۔

۲۔ بنو عوف کے تمام یہود کو مسلمانوں کے ساتھ ایک فریق کی حیثیت میں مل کر رہنا ہوگا، مگر بنی عوف کے مسلمان اور یہودی دونوں اپنے اپنے مذہب کے پابند ہوں گے۔

۳۔ یہ پابندی بنی عوف کے غلاموں اور بچوں پر بھی عائد ہوگی۔

۴۔ اس معاہدہ سے حضور (محمد) نبی کریمؐ کی اجازت کے بغیر کوئی فرد مستثنیٰ نہیں ہوگا۔

۵۔ معاہدہ کا کوئی فریق یا فرد کسی دوسرے فریق یا فرد کو نقصان پہنچائے تو اس کا مؤاخذہ ومحاسبہ ہوگا۔

۶۔ شریک معاہدہ فریق کا کوئی فرد قتل ناحق کا مرتکب ہو تو اس کی ذمہ داری اس کے خاندان پر عائد ہوگی۔

۷۔ مسلمان اور یہودی اپنے مصارف زندگی کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ ایک دوسرے پر بوجھ نہیں بنیں گے۔

۸۔ مسلمان جب تک اپنے دشمنوں سے معروف جنگ رہیں گے یہودی اس عرصہ میں مالی اعانت کے پابند ہوں گے۔

۹۔ مدینہ طیبہ میں فریقین آپس میں جنگ و لڑائی نہیں کریں گے۔

۱۰۔ ہر فرد اپنے ہمسایہ کی طرفداری، عزت نفس کا محافظ ہوگا۔

۱۱۔ فریقین کے درمیان اختلاف کی صورت میں مقدمہ کا فیصلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔

۱۲۔ شرکائے معاہدہ میں سے کوئی فریق یا فرد مشرکین مکہ کی اعانت یا پناہ نہیں دے گا۔

۱۳۔ بیرونی حملہ کی صورت میں مدینہ پر تمام فریقین دفاع کے پابند ہوں گے۔

۱۴۔ کوئی فریق تنہا دشمن سے مصالحت کا مجاز نہ ہوگا۔

۱۵۔ دشمن پر فتح یا صلح کی صورت میں حاصل ہونے والے مالی مفاد میں تمام فریق حصہ دار ہوں گے۔

۱۶۔ جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو اس کے لیے یہ دروازہ بند ہوگا۔

۱۷۔ تمام فریق جنگی اخراجات میں برابر کے ذمہ دار ہوں گے۔

۱۸۔ جو شخص امن کے ساتھ مدینہ میں رہنا چاہے ان شرائط کی پابندی کرے ورنہ وہ چلا جائے۔ شرارت اور فساد کی اجازت نہیں۔

میں نے صرف دو معاہدوں کی شقیں لکھی ہیں اور طوالت کی وجہ سے مزید خطوط و معاہدات کی تفصیل نہ دے سکوں گا، لیکن ان معاہدوں میں جو شرائط ملتی ہیں ان سے دو چیزیں قطعی واضح ہیں کہ حضورؐ نے انسانیت کو ہر جگہ بلند درجہ عطا فرمایا۔ انسان کی عزت جان و مال اور امن کی حفاظت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ مدینہ کے غیر مسلم از خود اور جلد تر آغوش اسلام میں آشامل ہوئے اور اسلام کی اشاعت ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ریاستوں کے حکمرانوں اور غیر مسلم قوموں کے سربراہوں سے جس قدر بھی سیاسی معاہدے کئے ان میں ایک چیز یہ بھی نمایاں تھی کہ کوئی بھی فریق معاہدہ کی کسی شرط کو یک طرفہ طور پر منسوخ کرنے کا مجاز نہ تھا اور نہ ہی الجھی ہوئی عبارت کو یک طرفہ طور پر بدلنے کا اختیار رکھتا تھا۔ اگر کسی وجہ سے ایسی شرائط معاہدہ میں تحریر ہو جاتیں جو کہ بعد میں کسی بھی فریق کے لئے قابل عمل نہ ہوتیں تو جب تک دونوں فریق رضامندی سے اس شرط میں ترمیم و اضافہ نہ کر لیتے وہ بدستور قابل عمل تصور ہوتی تھیں۔ اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاسی زندگی میں اپنوں کی نسبت دوسروں کے مفادات کی زیادہ حفاظت فرمائی۔ مقصد یہ تھا کہ مخالفین مسلمانوں کے کردار اور عمل سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف رجوع کریں۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے جس کی شرائط پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اختلاف ہوا مگر حضورؐ کی سیاسی بصیرت تھی کہ وقت نے خود فیصلہ دیا کہ معاہدہ کے نتائج

مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش — دوسری قسط — حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مغربی تہذیب کے بارے میں بعض ممالک کا منفی یا غیر جانبدارانہ رویّہ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر جزیرۃ العرب کو خود کفیل بنانے کی سنجیدہ کوشش کی جاتی، منصوبہ بندی، تنظیم اور ملک کو تعمیری لائنوں پر ترقی دینے اور مستحکم کرنے کی مخلصانہ سعی کی جاتی تو ملک اس بری طرح مغرب کا دست نگر نہ بنتا، اسی طرح اگر مغربی تہذیب پر ناقدانہ و محققانہ نظر ڈالی جاتی اور "خذ ماصفا ودع ماکدر" کے قدیم اسلامی عربی اصول پر عمل کیا جاتا تو اس طرح وہ ایک سیلاب کی طرح مرکزِ اسلام پر نہ امنڈ آتی اور صرف اس کا سطحی اور نمائشی پہلو اس کے حصے میں نہ آتا، لیکن اس کے لئے جس دور بینی، صبر و تحمل اور غور و فکر کی ضرورت ہے اس سے وہ لوگ خالی تھے جن کے ہاتھ میں زمامِ کار تھی، اس کا کسی قدر اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے جو محمد اسد صاحب نے اپنی مشہور کتاب ROAD TO MECCA میں بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:-

"مجھے سلطان ابن سعود سے اپنی گفتگو یاد ہے جس میں ان کی بصیرت کی نارسی اور تنظیمی اسپرٹ کی کمی اچھی طرح ظاہر ہوئی یہ گفتگو ۱۹۲۸ء کے اواخر میں مکہ معظمہ میں ہوئی تھی، شام کی تحریک آزادی کے مشہور رہنما امیر شکیب ارسلان شاہ سے ملنے آئے تھے۔ شاہ نے ان سے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا "یہ ہمارے محمد اسد ہیں جو ابھی جنوبی علاقہ سے واپس آئے ہیں، ان کو بدوؤں کے ساتھ سفر کرنے کا بہت شوق ہے۔

امیر شکیب ارسلان کو جو نہ صرف ایک سیاسی رہنما بلکہ ایک وسیع ثقافت کے حامل اور وسیع النظر عالم تھے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ میں ایک نو مسلم یورپین ہوں تو انہوں نے میرے تاثرات معلوم کرنے چاہے۔ میں نے ان کو اپنے سفر کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کیا، خاص طور پر وادیٔ بیشہ کے واقعات بتائے، جہاں مجھ سے پہلے کسی یورپین کا گذر نہیں ہو سکا تھا۔ مجھے اس منطقے کی زرعی صلاحیت اور زرخیز زمین سے بہت توقعات قائم ہوئی تھیں۔ اپنے سفر کے تاثرات بیان کرتے ہوئے میں شاہ سے مخاطب ہوا اور کہا "امام! مجھے پورا یقین ہے کہ وادیٔ بیشہ گیہوں کی پیداوار کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے اور اس سے پورے حجاز کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں، شرط یہ ہے کہ منصوبے کے تحت کام کیا جائے اور اس کی طرف پوری توجہ کی جائے۔

شاہ نے ہمہ تن گوش ہو کر یہ بات سُنی، وجہ یہ تھی کہ گیہوں کی درآمد پر ملکی آمدنی کا بہت بڑا حصہ صرف ہو جاتا تھا اور اس کی وجہ سے شاہ کو بڑی فکر تھی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا "وادیٔ بیشہ کو اس قابل بنانے کے لئے کتنی مدت درکار ہو گی؟"

چونکہ میں اس فن کا ماہر نہیں تھا اس لئے میں شاہ کو اسوقت کوئی قطعی جواب نہیں دے سکا، لیکن میں نے یہ تجویز پیش کی کہ غیر ملکی ماہرین کی ایک ٹیم اس منطقے کا سروے کرے اور منصوبہ تیار کرے اور اس کو عملی شکل دینے کے لئے تجاویز پیش کرے۔ میں نے اس سلسلہ میں اتنا مزید کہنے کی جسارت کی کہ اس میں مکمل پیداوار شاید پانچ اور دس سال کی مدت کے اندر اندر ممکن ہو سکے گی۔

"دس سال!" شاہ ابن سعود نے بلند آواز سے اور حیرت کے ساتھ جواب دیا۔ "دس سال تو بہت بڑی مدت ہے۔ ہم بدوی صرف ایک چیز جانتے ہیں جو ہم اپنے دست بازو سے حاصل کرتے ہیں اس کو اسی وقت ہم اپنے منہ میں رکھ لیتے ہیں اور ختم کر دیتے ہیں۔ یہ بات کہ دس سال پہلے سے ہم اس کے منصوبے اور نقشے تیار کریں، ہمارے مزاج اور خواہش کے لحاظ سے بہت بڑی مدت ہے۔"

امیر شکیب ارسلان نے یہ حیران کن بات سُنی، تو فرطِ حیرت سے ان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا

تھا کہ ان کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا ہے۔ میں بھی ان کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

محض معاشرتی روایات اور ملکی رسم و رواج کسی تازہ دم تہذیب کا مقابلہ نہیں کر سکتے

یہ منفی دور یا وقفہ درحقیقت کسی مشرقی ملک میں زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ سکتا اس لئے کہ وہ روایات اور رسم و رواج یا وہ معاشرتی اور تنظیمی ڈھانچہ جس کے پیچھے فہم و بصیرت پر مبنی کوئی طاقتور عقیدہ نہ ہو نیز اس کے ساتھ ذہانت اور ذکاوت اور اس بدلتی ہوئی دنیا کے حقائق پر اسلام کے ابدی اصولوں کے منطبق کرنے کی قابلیت اور تہذیب جدید کے صالح اور مفید اجزاء اور غیر صالح اور غیر مفید اجزاء میں تمیز کی مکمل صلاحیت نہ ہو اس تند و تیز تہذیب کے مقابلہ میں زیادہ دیر تک ٹھہر نہیں سکتا اور اس سے قوم کی حفاظت نہیں ہو سکتی، ہر وہ ملک جو اپنی قدیم روایات کو عزیز رکھتا ہے، لیکن ان کو برقرار رکھنے اور ان کی توسیع کی صلاحیت سے محروم اور طاقتور ایمان اور پُرکار عقل سے عاری ہے اس کی قسمت میں دیر یا سویر زوال و انحطاط کے سوا کچھ نہیں۔

اسی طرح اگر مغربی تہذیب اور اس کے وسائل و ثمرات سے استفادہ باقاعدہ سوچی سمجھی اسکیم، بصیرت و تدبر اور خیر و شر میں تمیز کی بنیاد پر نہ ہوا تو یہ تہذیب ملک کے رہنماؤں اور ارباب حل و عقد اور علماء دین کی مرضی اور خواہش کے خلاف اس ملک یا سوسائٹی پر جبراً قابض ہو جائے گی، عوام گرمجوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کریں گے۔ ادباء اور ارباب فکر اس کے لئے راستہ صاف کریں گے اور خیر و شر اور مفید و مضر میں تمیز کے بغیر اس ملک کے باشندے فاقہ زدوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور ساری اخلاقی و دینی قدریں اس کے ساتھ فنا ہو جائیں گی۔ ملک کے رہنما اور ذمہ دار سیاستداں اس صورتحال کے سامنے بیدست و پا اور مفلوج نظر آئیں گے اور ان کے ہاتھ سے زمام قیادت ہمیشہ کے لئے نکل چکی ہوگی۔

تہذیبی و تعلیمی منصوبہ بندی اور دانشمندانہ اقدام کی ضرورت

بغیر کسی استثناء کے تقریباً سارے مشرقی ممالک اس دور آخر میں ایک ایک کرکے مغربی تہذیب کا لقمۂ تر ہو چکے ہیں اور بغیر کسی مزاحمت کے یہ سیلاب بلاخیز ان کو بہا لے گیا ہے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کی قیادت غیر معمولی اور متوازن عقل اور انتخاب و تمیز کی ضروری صلاحیت سے محروم تھی اور تصویر کے دونوں رُخ اس کی نظر کے سامنے پوری طرح نہیں آسکے تھے، نظام تعلیم اور ملک کی تنظیم نو کی بنیاد حکیمانہ منصوبہ بندی PLANNING اور جدید تجربوں پر نہیں تھی۔

اس کے علاوہ (اور سب سے بڑھ کر) صحیح اسلامی تعلیمات سے انحراف کی وجہ سے ملک میں ایسے حالات اور ایسی فضا پیدا ہو گئی تھی جس کو عقل اور انصاف کسی لحاظ سے بھی جائز نہیں سمجھا جا سکتا اور ان میں کسی زمانہ میں بھی باقی رہنے کی صلاحیت نہیں تھی نہ کہ اس بے چین، تغیر پذیر اور تغیر پسند عہد میں۔

افغانستان کے ساتھ (جو پورے مشرق میں اپنے رسم و رواج کی پابندی اور قدیم افغانی روایات پر اصرار میں مشہور ہے) یہی ٹریجڈی پیش آئی۔ ایک عرصہ تک وہ مغربی تہذیب کے اثرات اور ہر قسم کی اچھی بُری تبدیلیوں سے محفوظ رہا۔ قدیم تہذیبی و معاشرتی روایات و رسوم کو دانتوں سے پکڑے رہا۔ وہ جدید تہذیب کے صالح اور مفید اجزاء بھی قبول کرنے کا روادار نہ تھا۔

روس اور ہندوستان (جو اس وقت سلطنت برطانیہ کا ایک اہم جز تھا) کے درمیان واقع ہونے اور ان عظیم ذمہ داریوں، نزاکتوں اور خطرات کے باوجود جو اس کے اہم جائے وقوع اور وقت کی نزاکت کی وجہ سے اس کو درپیش تھے۔ وہ تعلیمی صنعتی اور فوجی نقطۂ نظر سے ایک نہایت پسماندہ ملک تھا۔ بیسویں صدی کی ابتدا میں پہلی جنگ عظیم شروع ہو جانے کے بعد تک وہ علوم جدیدہ نئی تنظیمات اور ضروری تمدنی ترقیات سے بھی محروم تھا۔ اس پسماندگی کا اندازہ ایک ایسے ذی علم مسلمان سیاح کے بیانات سے کیا جا سکتا ہے جنہوں نے ۱۹۱۵ء میں افغانستان کا سفر کیا تھا اور آٹھ برس وہاں کی زندگی اور سیاسیات میں دخیل رہ کر ایک ہم وطن کی طرح اس ملک کے حالات کا مطالعہ کیا تھا۔ ظفر حسن صاحب[1] ایک افغانستانی

---

[1] ظفر حسن صاحب کرنال (مشرقی پنجاب) کے رہنے والے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں بی۔اے کے آخری سال میں تھے۔ جوش جہاد، انگریز دشمنی اور ہندوستان کی آزادی کے جذبہ سے سرشار ہو کر انہوں نے تعلیم اور ہندوستان کو خیرباد کہا اور ہجرت کی نیت سے ۱۹۱۵ء میں کابل گئے۔ وہاں مولانا عبیداللہ صاحب سندھی کے ایک شاگرد، معاون اور جنرل نادر خاں کے معتمد علیہ اور دست راست بن کر کئی برس تک ہندوستان کی آزادی اور افغانستان کی تعمیر و ترقی کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ انہوں نے فوجی اور سیاسی میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۲ء میں دائرہ عمل کے تنگ ہونے اور آزادی کے ساتھ کام نہ کر سکنے کی وجہ سے انہوں نے مولانا سندھی کے ساتھ کابل سے ترکی (باقی اگلے صفحہ پر)

کی تعلیمی حالت بیان کرتے ہوئے اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں افغانستان تعلیم میں بہت پسماندہ تھا۔ شاید کل آبادی میں سے صرف ایک فی صدی یا زیادہ سے زیادہ دو فی صدی لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور وہ بھی صرف پرانے مدرسوں کے پڑھے ہوئے تھے۔ پرانے بادشاہ غالباً اپنی رعایا کو تعلیم دینے سے ڈرتے تھے کہ کہیں ان کی آنکھیں نہ کھل جائیں اور وہ ان کی مطلق العنانی کے برخلاف بغاوت نہ کر دیں۔ امیر حبیب اللہ خاں (سراج الملۃ والدین) کے زمانہ میں سارے ملک میں ایک سول مکتب مکتب حبیبیہ کے نام سے) HABIBYA HIGH SCHOOL اور ایک فوجی اسکول (مکتب حربیہ کے نام سے) موجود تھا۔ افغانستان میں نئی تعلیم اور موجودہ ترقی کی داغ بیل امیر حبیب اللہ خان ہی کے زمانہ میں ڈالی گئی اور اگر وہ امیر عبدالرحمٰن خاں (ضیاء الملۃ والدین) کے بعد افغانستان کے بادشاہ نہ ہوتے تو شاید اس ملک میں کوئی نئی تہذیب اور جدید طریقۂ تعلیم کا نام بھی نہ جانتا۔

"کابل کے سوا کسی اور شہر میں نئے اصول کے مدرسے موجود نہ تھے۔ لوگ پرانے اصولوں پر مسجدوں میں قرآن شریف پڑھنا سیکھ لیتے تھے۔ دفتروں میں کام کرنے والے کلرک جن کو افغانستان میں (مرزا کہا جاتا ہے) پرائیویٹ طور پر تعلیم یافتہ" تھے جن کی عمومی معلومات بہت محدود تھیں۔ نئی طرز کی تعلیم امیر حبیب اللہ خاں کی سیاحت ہندوستان کے بعد جو انہوں نے ۱۹۰۵ء میں کی تھی شروع ہوئی تھی۔"

"ہم نے (جلال آباد میں) خط لکھنے کے لئے کاغذ اور لفافے تلاش کئے تو معلوم ہوا کہ کوئی ایسی دکان ہی نہیں جہاں قلم دوات یا پنسل بکتی ہو۔ ہمیں کہا گیا کہ کاغذ قصاب کی دوکان پر بکتے ہیں مگر قلم دوات بیچنے والا کوئی نہیں۔"

افغانستان میں اسوقت صنعت و حرفت اور تجارت کی جو کیفیت تھی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ہوگا۔

ظفر حسن صاحب لکھتے ہیں:۔

"کابل میں اس زمانہ میں ایک بوٹ فیکٹری تھی جو زیادہ تر فوجی ضروریات کو پورا کرتی تھی۔ اہالی کے لئے اس میں بوٹ بہت کم بنتے تھے۔ عام طور پر کابل کے بازاروں میں ہندوستان اور انگلستان کے ساخت کے جوتے ملتے تھے۔ ہاتھ سے کرگاہوں میں بنا ہوا سوتی کپڑا اور اونی کپڑا بھی گاؤں میں زیادہ استعمال ہوا کرتا تھا۔ ہرات میں اونٹ کی اون سے اچھا پشمینہ بنتا تھا۔ قالین بافی کافی زیادہ تھی۔ افغانی قالین جن کے ڈیزائن کو فیل پایہ کہتے ہیں برآمد کئے جاتے تھے۔"

وسائل آمد و رفت اور رسل و رسائل کا جو حال تھا اس کا اندازہ اس بیان سے ہوگا:۔

"افغانستان میں نہ اسوقت اور نہ اب ریل کی سڑک تو بالکل ہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس زمانہ میں سڑکیں بھی کم اور کچی تھیں۔ پختہ سڑکیں کابل شہر کے اندر اور اس کے گرد و پیش اور کابل، جلال آباد، ڈکہ، کابل، لغمان کابل، جبل السراج کا برقی کارخانہ جلال آباد، لغمان کا شتائیہ (سردیوں میں درباریوں کی سیر و شکار کی جگہ) کے درمیان تھیں۔ ان سڑکوں پر جو پل تھے وہ بھی چنداں مضبوط نہ تھے اور بارش کے دنوں میں سیلاب سے خراب ہو جایا کرتے تھے۔ کابل، قندھار، ہرات، مزار شریف اور گردیز، غزنی جیسے شہروں اور قصبوں کے درمیان جو سڑکیں تھیں وہ بالکل خراب حالت میں تھیں۔ اگر کبھی کسی بڑے شہزادے یا گورنر کو اس طرف دورہ کرنے کا اتفاق ہوتا، تو ان کی ذرا مرمت کر دی جاتی تھی نہیں تو خیر، سواری اور بار برداری کے لئے عام طور پر گھوڑے، خچر، ٹٹو اور اونٹ کام میں لائے جاتے تھے۔ گاڑی اور تانگے کا رواج صرف کابل یا جلال آباد میں تھا۔ موٹر کاریں تو صرف حبیب اللہ خان کی سواری کے لئے تھیں، دوسرے امراء اور وزراء عام طور پر گھوڑے کی سواری کرتے تھے، اس لئے ان کے اصطبلوں میں اچھے اچھے گھوڑے موجود تھے۔

ڈاک کا انتظام بہت ابتدائی حالت میں تھا اور زیادہ تر مرکزی حکومت کے احکام کو گورنروں اور حکام ضلع تک پہنچانے کے لئے تھا۔ لوگ عام طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہوئے خط پتر لے جاتے تھے اور اس بارے میں ڈاک کے محکمے سے چنداں فائدہ نہ اٹھاتے تھے۔ ہندوستان سے ڈاک عام طور پر ہفتہ میں دو مرتبہ اور بعض اوقات خاصکر سردی میں صرف ایک دفعہ آتی تھی، جس میں اخبارات بھی آیا کرتے تھے۔ کابل اور جلال آباد کے درمیان ایک ٹیلیفون لائن بھی تھی جو صرف امیر صاحب کے سردیوں میں جلال آباد جانے پر ذرا اچھی طرح کام دیتی تھی، ورنہ سرکاری خبر رسانی کے سوا اس سے کوئی بیچ کا کام نہیں لیا جاتا تھا، محکمۂ تار تو بالکل موجود ہی نہ تھا۔"

بقیہ حاشیہ: کا رُخ کیا۔ ترکی میں آرٹلری کیپٹن کے عہدے تک ترقی کی اور اس سے سبکدوش ہوئے۔ ان کی نہایت دلچسپ سبق آموز اور چشم کشا آپ بیتی کا پہلا حصہ منصور بک ہاؤس لاہور کی طرف سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا ہے۔

میں جنگ عظیم کے زمانہ میں جب افغانستان دو طاقتوں کے درمیان گھرا ہوا تھا فوجی قوت' جنگی تیاری اور جدید اسلحہ کے لحاظ سے اس کا کیا درجہ تھا؟ اس کا اندازہ ایک صاحب کے اس بیان سے ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں :-

"اس زمانہ میں افغان فوج کے ہتھیار بہت ابتدائی تھے۔ صرف کابل کے فوجی دستوں کے ہاتھ میں نئی قسم کی بندوقیں تھیں جن سے کچھ مارٹر (MARTINI) ساخت جرمنی تھیں، ان کو افغان (تونگٹ جاغوردام) کہا کرتے تھے اور کچھ انگریزی مارٹینی MAUSER بندوقیں تھیں۔ چند ایک مشین گنیں MACHINE GUNS اور دو جرمن سریع آتش یعنی QUICK FIRING پہاڑی ہوسرز توپیں موجود تھیں۔ باقی توپیں پرانی اور نیلی تھیں جن کا دنیا میں غالباً کسی جگہ بھی رواج باقی نہیں رہا تھا۔ فوجی سپاہیوں کو سرکاری طور پر کمسریٹ سے کھانا نہیں ملتا تھا، بلکہ ماہوار تنخواہ دی جاتی تھی جو ان کے بال بچوں کے گزارے کے لئے بمشکل کافی ہوتی تھی۔ وہ خود آٹا مول لے کر روٹی پکاتے تھے اور اپنا سالن بھی خود ہی تیار کیا کرتے تھے۔ چولہے کے لئے لکڑی بھی وہ خود ہی ادھر ادھر سے اور پاس کے درختوں سے جمع کر کے لاتے اور جلاتے تھے، اس سے ان کا وقت فوجی پریڈ کے لئے بہت کم رہ جاتا تھا۔ اس لئے ان میں چنداں فوجی ڈسپلن موجود تھا اور نہ وہ خود کچھ توانا نظر آتے تھے: (آپ بیتی ص۵۹)

محکمہ حفظان صحت اور علاج و معالجہ کے بارے میں بھی افغانستان کی بے بضاعتی اور بے سروسامانی کا اندازہ اس سے ہوگا کہ :-

"سارے ملک میں صرف کابل میں ایک سول اور ایک ملٹری اسپتال موجود تھا۔ سول اسپتال کے ہیڈ سرجن ترکی ڈاکٹر منیر بیگ اور امراض داخلیہ کے ماہر ڈاکٹر فہیم بیگ تھے۔ یہاں ہندوستانی کمپونڈر کام کرتے تھے۔ فوجی اسپتال کے انچارج لاہور کے ڈاکٹر اللہ جوایا تھے جو ہمارے ساتھیوں میں سے شجاع الدولہ کے رشتہ دار ہوتے تھے۔

(آپ بیتی ص۶۳)

محکمہ جات کے افسروں اور ذمہ دار عہدہ داروں کی قابلیت کا معیار بھی بہت پست تھا اور عام حالات میں معمولی نوشت وخواند سے معاملہ آگے نہیں بڑھتا تھا۔ اس وقت افغانستان کا امین اطلاعات یعنی D. C. O. کا ہیڈ فارسی کے صرف و نحو سے واقف نہیں تھا۔ وہ ابتدائی انگریزی کے سبق ظفر حسن ایبک سے لیتا تھا۔

ظفر حسن صاحب لکھتے ہیں :

"اندھوں میں کانا راجہ" اس زمانے میں افغانستان کے باشندے اور ان کا حکمران طبقہ اس ضرب المثل کا مصداق تھا۔ لوگ ان پڑھ اور پسماندہ تھے۔ اس وقت جس کو ذرا لکھنا پڑھنا آتا تھا وہی برسرکار ہو جاتا تھا۔ حکومت میں نالائق آدمی بھی داخل تھے اور کوئی نہ پوچھتا تھا کہ کس قابلیت کی بنیاد پر وہ بڑے بڑے عہدوں پر پہنچ گئے ہیں۔ موجودہ افغانستان میں بھی گریجویٹ اور ڈگری یافتہ اعلیٰ افسر ابھی تک بہت کم ہیں۔

(آپ بیتی ص۱۱۷)

لیکن آخر میں یہ حجاب اٹھا اور اس نے بھی مغربی تہذیب اور طرز زندگی کو (اپنی کمزوریوں اور سارے معائب کے ساتھ) قبول کرنے کا تہیہ کر لیا اور اس وقت وہ آنکھ بند کر کے تیزی کے ساتھ مغربی تہذیب و معاشرت کو اپنا رہا ہے اس ۳۲ سال کے عرصے میں وہاں ایسا انقلاب ہو گیا ہے کہ جن طریقوں کو افغانی معاشرہ برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اس کی پاداش میں امیر امان اللہ خان کو اپنے موروثی تخت و تاج سے دستبردار ہونا پڑا تھا' آج افغانستان ان کو شوق و قدر کے ہاتھوں سے قبول کر رہا ہے۔ اس انقلاب عظیم کا اندازہ ایک عینی شاہد کی تازہ روایت سے ہو سکتا ہے جو ابھی حال میں شائع ہوئی ہے۔

ٹائمز آف انڈیا یورپین نامہ نگار RITCHIE COLDER جس نے ۶۳ء کے افغانی جشن استقلال میں شرکت کی تھی اس اخبار کی ۲۸ جولائی ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"وسیع پیمانے پر چھوٹنے والی آتشبازی (جو اس سے قبل میں نے افغانستان میں نہیں دیکھی تھی) کے ہر شانے کے ساتھ آفرین تحسین کی آوازیں پانچ لاکھ تماشائیوں کے حلق سے نکل رہی تھیں۔ اس طرح افغانستان اپنے جشن استقلال کا ہفتہ منا رہا تھا۔ مجھ سے افغانستان کے وزیر خارجہ نے جو ہمارے ساتھ جھیل کے کنارے شامیانوں پر بیٹھے تھے اور جہاں مسلسل آتشبازی چھوٹ رہی تھی) کہا کہ آپ غلط موقع پر آئے، ہم اس وقت جشن تفریح منا رہے ہیں، اور اس وقت اپنے پنجسالہ ترقیاتی منصوبہ کی تفصیلات پر گفتگو نہیں کر سکتے۔

میں نے جواب دیا "جی نہیں! یہی تفریحی موقع ہے کسی ملک کے کارناموں کو اس وقت بہتر طور سے جانچا جا سکتا ہے جبکہ وہاں کے باشندے تفریح میں مشغول ہوں۔ میں تو افغان عورتوں کو مسکراتے دیکھنا چاہتا ہوں" عین اس وقت ایک خوبصورت عورت ہمارے گروہ میں شامل ہوئی اور مسکرائی۔

یہ چیز اس ساری روشنی سے جو بجلی کی اسکیموں کی بدولت کابل کو منور کر رہی ہے اور وہاں کی ساری عمارتوں، نئی نئی صنعتوں اور ساری مادی ترقیوں سے بھی زیادہ افغانستان میں ہونے والی تبدیلیوں کو ظاہر کرتی ہے۔

باقی آئندہ

[illegible] آکر

کالم لکھیں گے گرچہ

پچھلے دنوں زاہد بلند شہری صاحب سے ملنے کے لیے حاضر ہوا تو انہوں نے اصرار کیا کہ ترجمان سے قلمی معاونت کا سابقہ سلسلہ پھر سے بحال کیا جائے۔ ان کی بات خلوص سے اس قدر بھرپور تھی کہ انکار کی جرأت نہ ہو سکی۔

اب کالم کا آغاز کر رہا ہوں تو یہ خیال آ رہا ہے کہ کالم آخر کیونکر لکھا جاتا ہے آج کل کالم لکھنا فیشن ہے یا جاہ ..... بے شمار لوگ کالم لکھ رہے ہیں جنہیں لکھنا آتا ہے وہ کالم لکھتے ہیں۔ جنہیں لکھنا نہیں آتا وہ بھی کالم ہی لکھتے ہیں اور جنہیں کچھ بھی کرنا نہیں آتا وہ بھی کالم ہی لکھتے ہیں بلکہ کالم ہی کالم لکھتے ہیں۔ کالم پر کالم لکھنے سے کئی مفہوم مراد ہیں۔ ایک یہ کہ وہ دھڑا دھڑ کالم لکھ رہے ہیں دوسرا مفہوم یہ کہ وہ ایک دوسرے کی تائید یا تردید میں کالم لکھ رہے ہیں اور تیسرا مفہوم یہ کہ ایک دوسرے کے لطیفے چرا کر کالم لکھ رہے ہیں۔

کالم لکھنے کا آغاز کہاں سے ہوا اس کا فیصلہ تو محققین ہی کر سکتے ہیں لیکن اتنی بات ضرور سچ ہے کہ یہ کسی ایسے حادثے کا نتیجہ ہرگز نہیں کہ ایک صحافی کو چھینکیں آنے لگی تھیں یا کسی صحافی کا ہاضمہ خراب ہو گیا تھا یا بہت زیادہ درست ہو گیا تھا۔ خیر اس سے گستاخی کرنا مناسب نہیں ...... اب ہم آتے ہیں کالم کے مصرف کی طرف میرا خیال ہے اور یہ ضروری نہیں کہ تعصب یا غلط ہی ہو کہ کالم اخبار کی طرح اجتماعی موضوعات سے تعلق رکھتا ہے ایک آدھ خبر یا واقعہ جو کسی اجتماعی ناہمواری سے تعلق رکھتا ہو کالم کا موضوع ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی تقریب میں کسی مقرر کی تقریر پہ ہنگامہ ہو جائے تو کالم نویس جو کہ اتفاق سے تقریب کے کچھ فاصلے پر کسی ریڑھی سے مٹے خرید رہے تھے ادھر ادھر کے لوگوں سے سن کر یہ تفصیلات قلمبند کرنا شروع کر دیں مقرر کی تقریر شہر کے ایک نامی گرامی تقریر نویس جو کہ وثیقہ نویس کا کاروبار بھی کرتے ہیں کے زور قلم کا نتیجہ ہے اور یہی تقریر مقرر موصوف انجمن ہاریوشن سازان کے جلسے میں کرنے سے پہلے ایک پرائمری سکول میں یوم والدین کی تقریب میں انجمن دودھ کاشتداران کے ہنگامی اجلاس میں اور فرقہ پرستاں کے مشترکہ جلسے میں کر چکے ہیں اس کے بعض پہلوؤں سے فرقہ پرستی کی بو آتی تھی بعض سے ذخیرہ اندوزی کی اور بعض فقروں سے مقرر کا بچپنا ٹپکتا تھا۔ اس پہ ایک صاحب نے اعتراض کیا مقرر موصوف دایاں ہاتھ ہلانا اور بائیں ہاتھ کی انگلی ناک میں گھمانا بھول گئے اس دوران ان کے چہرے پہ ہوائیاں اڑنے لگیں اور اسی اثنا میں ان کے سر کے اس حصے پہ جہاں "گنج" کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں ایک جوتا پڑا اور مقرر موصوف نو دو گیارہ ہو گئے اور پھر جوتا چلتا رہا، کہ پولیس نے جوتوں کی جگہ لاٹھیاں چلانا شروع کر دیں۔

کالم نویسی کا مندرجہ بالا انداز کالم نویس کی ذاتی دشمنی اور دلچسپی کی نمائش گاہ ہے کالم نویس کو چاہیے کہ وہ سوچے اور لکھے کہ قوم کس کھڈ میں گرکر "گوڈے" "تڑا" بیٹھی ہے یا کس کنویں میں ڈبکیاں لگا رہی ہے۔ (کالم نویس کے بچے بے شک مونگ پھلیاں کھاتے رہیں۔)

یہ تو میری اپنی سوچ ہے کہ کالم کو قومی معاملات کے لیے وقف ہونا چاہیے اور یہ ضروری نہیں کہ درست بھی ہو لیکن کالم نویس کا فیشن بھی تو کوئی چیز ہے۔ آج کل کالم کا آغاز اپنی ذات سے کیا جاتا ہے ...... مثلاً آپ کو اس قسم کے کالموں کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا ہو گا کہ کالم نویس پچھلے دنوں ایک سرکاری افسر کے دفتر کی چک اٹھا کر اندر جانے لگا تو پیچھے سے ایک چپڑاسی نے کالم نویس کی گردن دبوچ لی اور انہیں باہر انتظار کرنے کو کہا کیونکہ صاحب موصوف اس لمحے اپنے ذاتی مہمانوں سے خوش گپیوں میں مصروف تھے اس پہ کالم نویس نے شور مچایا تو افسر باہر تشریف لائے انہوں نے چپڑاسی کو کھڑے کھڑے نوکری سے برطرف کرنے کی بجائے ڈانٹا اور ڈانٹ کر کالم نویس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اسے کان سے پکڑ کر ذرا دور چھوڑ آؤ .... اب کالم نویس اس پہ دہائی دے رہے ہیں کہ کان لمبے ہو گئے ہیں کئی ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا مگر ایک ہومیوپیتھک ڈاکٹر کی دوا نے ان کی مسیحائی کی۔

اس قسم کے کئی دوسرے مسائل پہ کالم لکھے جاتے ہیں مثلاً کالم نویس کے بچے کے دودھ کے دانت ٹوٹ جائیں یا بیوی کی کلائی میں خم آ جائے یا ان کے والد گرامی کے ایک دوست شاعر ہو جائیں کئی ایسے حادثات [illegible] پر کالم لکھنا کالم نویس کی مجبوری ہے۔ .....

اب میں نے سوچا ہے کہ چاہے چھپکلی زخمی نہ ہو چاہے سینما کی کھڑکی توڑ ہفتہ دیکھنے کی نوبت نہ آئے مگر کالم ضرور لکھا جائے گا۔

کالم لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو

خبر یہ ہے کہ

ترتیب: تحسین احمد

۲۷ نومبر

• صدر ضیاء الحق نے کہا ہے کہ ہم کسی سپر پاور سے محاذ آرائی نہیں چاہتے۔

• کراچی پولیس نے الذوالفقار کے ۲۲ تخریب کار گرفتار کر لیے۔

• حکومت سینیلز کا تختہ الٹنے کی ناکام کوشش کے بعد کرائے کے فوجیوں نے بھارت کا بوئنگ طیارہ اغوا کر لیا۔

• مصر کے معروف صحافی حسنین ہیکل نے کہا ہے کہ مذہبی انتہا پسند حکومت کے لیے خطرہ ہیں۔

• عرب سربراہ کانفرنس نیفض میں ختم ہو گئی۔

• سعودی عرب نے کہا ہے کہ وہ پی ایل او کی حمایت جاری رکھے گا۔

• چین نے کہا ہے کہ اگر امریکہ نے تائیوان کو ہلاکت خیز اسلحہ کی ترسیل بند نہ کی تو تعلقات خراب ہو سکتے ہیں۔

• امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان ڈین فشر کے مطابق افغانستان میں کیمیاوی ہتھیار استعمال ہو رہے ہیں۔

۲۸ نومبر

• ترکی کے صدر کنعان ایورن نے کہا ہے کہ اسلحہ سازی کے پاک ترک منصوبے کو عملی شکل دی جائے گی۔

• پاکستان اور بھارت کے درمیان تیسرا ہاکی ٹسٹ برابر رہا۔

• صدر ضیاء الحق نے کہا ہے کہ ملک میں بے مقصد انتخابات کرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

• الذوالفقار تنظیم کے دہشت پسند لالہ اسد کی ساتھی رو بینہ کو گرفتار کر لیا گیا۔

• ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر ہاشمی رفسنجانی نے کہا ہے کہ ایران کو نادان دوستوں سے خطرہ ہے۔

• صدر ضیاء الحق نے کہا ہے کہ وہ تخفیف اسلحہ کے معاہدے پر بھارت سے دو منٹ پہلے دستخط کریں گے۔

• صدر ضیاء الحق نے اس اطلاع کی تردید کی کہ پاکستان سرحدوں پر فوجوں کا اجتماع کر رہا ہے۔

۲۹ نومبر

• راولپنڈی اسلام آباد کے شہری چند ماہ میں جیتا پھرتا ٹیلی فون استعمال کرنے لگیں گے۔

• ماہرین کے مطابق صدر سادات کے بعد کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کا مستقبل مخدوش ہو گیا ہے۔

• بھارت کے اخبارات نے لکھا ہے کہ پاکستان کی تجویز پر بھارت کا ردعمل انتہائی نامناسب ہے۔

• پاکستان نے ہالینڈ کو لاہور میں ۲ کے مقابلے میں تین گول سے ہرا دیا۔

• روسی وزیر خارجہ گرومیکو نے کہا ہے کہ پاکستان کو امریکی اسلحہ کی فراہمی سے علاقہ میں طاقت کا توازن بگڑ جائے گا۔

• ایرانی فوجیوں نے مسعود رجوی کے والدین کو برآمد کر لیا۔

• عرب سربراہ کانفرنس کا ملتوی شدہ اجلاس جون میں ہو گا۔

۳۰ نومبر

• الذوالفقار تنظیم کے ایک سو دہشت پسند گرفتار کر لیے گئے۔

• ایران نے دعوے کیا ہے کہ اس نے عراق کا ایک سرحدی صوبہ اور سات دیہات پر قبضہ کر لیا ہے۔

• دمشق میں بم کے دھماکے میں سو افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔

• صدر ضیاء الحق نے کہا ہے کہ پاکستان پر افغانستان کے حملے کا خطرہ ہے۔

• بنگلہ دیش کے چیف آف سٹاف نے کہا ہے کہ اقتدار میں فوج کا کردار متعین ہونا چاہیے۔

• گوردواروں میں بم کا دھماکہ کر کے سکھ رہنما سنت جرنیل سنگھ کو ہلاک کرنے کی کوششیں ناکام ہو گئیں۔

• امریکہ اور روس میں تخفیف اسلحہ مذاکرات جنیوا میں شروع ہو گئے۔

• امریکی سائنسدانوں نے زمین کے باریک ترین حصے کی دریافت کی ہے۔

• دریائے اردن کے کنارے مقبوضہ شہر رملہ میں ہزاروں عربوں نے یونیورسٹی بند کیے جانے پر زبردست مظاہرہ کیا۔

• حکومت نے ریڈرز ڈائجسٹ کا اکتوبر کا شمارہ ضبط کر لیا

یکم دسمبر

• ایک اطلاع کے مطابق پاکستانی ہائی جیکر اور ان کے ساتھی کابل سے لیبیا پہنچ گئے ہیں۔

• ہندو غنڈوں نے ۹ ماہ کے دوران چار ہزار مسلمانوں اور ہریجنوں کو ہلاک کر دیا۔

• حکومت نے یکم دسمبر سے سرکاری ملازمین کو قومی لباس پہننے کا پابند کر دیا۔

• بھارت کے صوبے آسام میں مظاہرین پر فائرنگ سے ایک شخص ہلاک ہو گیا۔

• ایک خبر کے مطابق روس میں شراب کے علاوہ ہر چیز کی قلت ہے۔

• ایرانی دعوے میں کہا گیا ہے کہ ایران نے ستر دیہات اور ایک قصبہ عراقی فوجوں سے آزاد کرا لیا ہے۔

۲ دسمبر

• صدر ضیاء الحق نے ترکی کے "حریت" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان ایٹم بم

بنا سکتا ہے لیکن بنائے گا نہیں۔

• یوگوسلاویہ کا طیارہ گرنے سے ۷۸ افراد ہلاک ہو گئے۔

• ایران میں مزید ۳۶ افراد کو گولی مار دی گئی۔

• اندرا کانگریس ضمنی انتخاب میں پانچ نشستوں پر ہار گئی۔

• بھارت کے وزیر مملکت برائے دفاع منسٹر پاٹل نے کہا ہے کہ پاکستان امریکی اسلحہ افغان سرحدوں پر استعمال نہیں کرے گا۔

• نیویارک ٹائم نے اطلاع دی ہے کہ بھارت میں تحریک کے رہنما کرن سنگھ نے کہا ہے کہ وہ عظیم متحدہ معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

• چین پر واجب الادا رقم کے بارے میں پاکستانی مصالحتی قرارداد منظور کر لی گئی۔

• ہالینڈ کی کمپنی میانوالی، جہلم، سیالکوٹ گوجرانوالہ، سرگودھا اور گجرات میں تیل تلاش کرے گی۔

• بھارت کے وزیر داخلہ گیانی ذیل سنگھ نے اعتراف کیا ہے کہ پاکستان خالصتان کی حمایت نہیں کر رہا۔

• آسٹریلیا نے پرسبین ٹسٹ میں پاکستان کو دس وکٹوں سے ہرا دیا۔

• آیت اللہ خمینی نے کہا کہ ایران کے مذہبی گروہوں میں اختلافات ختم نہ ہوئے تو مسلح تصادم ناگزیر ہو جائے گا۔

• مغربی جرمنی نے پاکستان اور بھارت کے درمیان اعتماد بحال کرانے کے لیے اپنی خدمات پیش کر دیں۔

۱۳ دسمبر

• بلوچستان میں نوشکی کے مقام پر افغان ہیلی کاپٹروں کی وحشیانہ بمباری سے پانچ افراد ہلاک ہو گئے۔ حکومت پاکستان نے افغان ناظم الامور سے احتجاج کیا۔

• ہانگ کانگ کے جریدے ایشیا ویک کو انٹرویو دیتے ہوئے صدر ضیاء الحق نے کہا ہے کہ پاکستان اپنے علاقے کے ایک ایک انچ کا دفاع کرے گا۔

• بھارتی حکومت نے سکھوں اور نکسل باڑیوں کے حملوں کی وجہ سے ہوائی اڈوں پر فوج متعین کر دی۔

• امریکہ ایک سال میں چھ اور ۲۷ ماہ میں ۳۴ طیارے دے گا۔

• سعودی عرب حملے کی صورت میں پاکستان کا دفاع کرے گا۔

• اسرائیلی پارلیمنٹ کی حزب اختلاف نے الزام لگایا ہے کہ امریکہ فوجی امداد دے کر اسرائیل کو روس سے لڑانا چاہتا ہے۔

• بھارتی حکومت کے اعلان کے مطابق ۱۰۹ پاکستانی گرفتار کر لیے گئے ہیں۔

• شرپسندوں کے سرغنہ لالہ اسد کے ساتھی رخسار قریشی کو سکھر میں گرفتار کر لیا گیا۔

• رائٹر کے مطابق روسی فوج موسم بہار میں افغان مجاہدین کے خلاف بڑا حملہ شروع کرے گی۔

• آئندہ مالی سال امریکہ جدید ہتھیاروں کی تیاری پر سوا کھرب ڈالر خرچ کرے گا۔

• شیخوپورہ میں دو ہزار قبل مسیح کے آثار دستیاب ہو گئے۔

> خط و کتابت کرتے وقت ایجنسی نمبر اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں (ادارہ)

مُراسلات

وقت پر مل جاتا ہے

مکرمی

ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم! کام اطمینان بخش ہو رہا ہے اس کا انحصار صرف آپ کی ذمہ داری پر ہے ترجمان اسلام بحمد للہ وقت پر مل جاتا ہے ہم یہاں احباب کو ترجمان کی طرف راغب کر رہے ہیں آئندہ ترجمان اسلام کی زیادہ سے زیادہ فروخت ہونے کی امید ہے۔

ہارون مطیع اللہ کیمبلپوری
منڈی بھلوال ضلع سرگودھا

حکومت کتاب ضبط کرے

مکرمی

مدیر صاحب

سلام مسنون! اتفاق سے گیارھویں جماعت کی تاریخ (تاریخ پاکستان) کی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

مولفین و مرتبین کتاب نے جانبداری سے کام لیتے ہوئے جمعیت علمائے ہند، جمعیت علمائے اسلام۔ مجلس احرار اور علمائے دیوبند کو تنقید کے نشتر چبھوئے ہیں اور کھلے لفظوں میں علماء کی تضحیک کی ہے مولفین و مرتبین کا مقصد صرف اور صرف علماء دیوبند کو پاکستان کا مخالف ثابت کرنا ہے۔

یہ وہ کتاب ہے جو طلباء کو تحریک پاکستان اور مشاہیر اکابر تحریک پاکستان سے روشناس کراتی ہے جب تاریخ کا یہ حال ہے تو پڑھنے والے طلباء کے کچے ذہنوں پر کیا اثر پڑے گا اور علماء دیوبند کے بارے میں ان کے کیا تاثرات ہوں گے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کتاب کو اس سے خارج کیا جائے اور حکومت مولفین و مرتبین پر وفلیسر صاحبان کا نوٹس لے کہ انہوں نے جانب داری سے کیوں کام لیا۔

محمد یونس

بینک بازار ماموں کانجن

غزالہ ضیاء

اشتہارات کا نیا ڈھنگ

اشتہارات کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ نئی تہذیب نے نئے طریقے اور نئے طرز کے اشتہارات بنائے ہیں۔ ہمارے بزرگوں کے کانوں میں تو ابھی تک ڈھول طبلے کے ساتھ اور بیچ و بیچ کے اشتہارات گونج رہے ہیں۔

گزرے وقتوں کے لوگ بھی اچھے تھے کام بھی اچھے تھے نام بھی اچھے تھے سادہ تھے لغت کی ورق گردانی نہیں کرنا پڑتی تھی لیڈروں اور جیبڑوں کو خاص حرکت نہیں دینی پڑتی بس سادگی سے ہی نام پکار لیا جاتا تھا ان تمام باتوں کے ساتھ گزرے وقتوں کے اشتہارات بھی سادہ تھے ایک ڈھول والا ڈھول بجاتا جاتا تھا اور اس کا ساتھی چیخ چیخ کر اعلان کرتا تھا۔ ڈھول اور اعلان کی آواز سن کر گھروں کی چھتوں، دریچوں کونوں کھدروں سے عورتیں اعلان میں محو ہو جاتی تھیں۔ مرد اعلان کرنے والے کے گرد حلقہ بنا کر اکٹھے ہو جاتے۔

اب وہ باتیں وہ روایتیں وہ لوگ معدوم ہیں!

ڈھول کی جگہ ٹی وی اور ریڈیو آ گئے ہیں کسی نقارے کی ضرورت نہیں گھر بیٹھے اشتہارات سننے کے ساتھ دیکھیں بھی!

اور مزے کی بات یہ ہے کہ اشتہار میں فلم کا مزا لیں۔ اخبارات و رسائل بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں خصوصاً چھپے ہوئے سائز اشتہارات عوام کے لیے دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں ہمارے بھائی کے ایک دوست کو اشتہارات پڑھنے کا شوق ہے وہ خبروں سے زیادہ اشتہارات میں دلچسپی رکھتے ہیں نہ صرف خود پڑھتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی سناتے ہیں ایک بار انہوں نے خود کئی دلچسپ اشتہارات ترتیب دیئے نمونے کے طور پر کچھ اشتہارات ملاحظہ فرمائیں۔

ضرورت ہے

ایسے لیڈر کی جس کو کسی تنظیم یا جماعت کی تلاش ہو۔ عوام کو مشتعل کر سکتا ہو اپنے کو مافوق الفطرت مخلوق نہ سمجھتا ہو۔ عہدہ حسب منشا ملے گا۔ مرتبے کے لحاظ سے لیڈر کو مطلوبہ رقم ہر ماہ باقاعدگی سے ادا کرنا ہوگی۔ پتہ ذیل پر رابطہ قائم کریں۔

چیئرمین تنظیم افلاس کڈ ننگ آباد شہر فالین پاکستان

ضرورت رشتہ

بے روزگار بے گھر فاقہ کش ۲۵ سالہ نوجوان کے لیے خوبرو دوشیزہ (تمیز دوشیزہ بھی قابل قبول ہے) کا رشتہ درکار ہے دوشیزہ دس لاکھ روپے کی جائیداد کی مالک ہو عمر ۱۸ سال سے کسی طرح زیادہ نہیں ہونی چاہیئے شادی کے بعد لڑکے کو ساتھ رکھنا ہوگا اور نان نفقہ کے طور پر اہر ماہ روپیہ ماہانہ الگ ادائیگی کرنا ہوگی۔

رابطہ کے لیے۔ فون ۱۰۰۰۰۰۱۷۱ پاکستان

تلاش گمشدہ

ایک عدد بکریوں کا ریوڑ عرصہ سے گم ہے پولیس میں رپورٹ بھی درج ہے ریوڑ کی نشانی یہ ہے کہ وہ محب وطن ہے ایک ریوڑ دوران تلاش ملا تھا لیکن وہ ہمارا نہیں تھا ریوڑ میں بکریوں کی تعداد یاد نہیں۔ بکریوں میں کچھ بھیڑیں بھی ہیں ریوڑ کا پسندیدہ گانا یہ ہے

BABA BLACK SHEEP
HAVE YOU ANY ONE !...

یہ گانا سن کر ریوڑ فوراً مالک کو پہچان لیتا ہے گلے میں گھنٹی کے بجائے رسہ نہیں صحیح خبر دینے والے کو آنے جانے کے خرچہ کے علاوہ اپنے دفتر میں بڑا عہدہ بھی دیا جائے گا۔ پتہ یہ ہے:۔

شیپ بروکر پارلیمنٹ روڈ محب آباد

بقیہ:۔ ہفتہ رفتہ و گزشتہ

کرنا چاہتا ہے جبکہ امریکہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے کھلم کھلا میدان عمل میں ہے۔

اس کانفرنس کی مبینہ ناکامی سے جہاں مغربی طاقتیں خوش ہوئی ہیں وہاں پاکستان بازو کے روس نواز بھی اسے اپنی سیاسی فتح تصور کر رہے ہیں۔ اسرائیل کو ایک مرتبہ پھر معلوم ہو گیا کہ عربوں میں نفاق موجود ہے اور وہ مزید زندہ رہ سکتا ہے

اس نفاق کا فائدہ سراسر اسرائیل، امریکہ اور روس کو پہنچ سکتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عربوں نے باہمی اتحاد کے قیام اور نفاق دور کرنے کا ایک سنہری موقع کھو دیا ہے۔

بقیہ:۔ شفعہ کا قانون

سفارشات کے جلد از جلد منظور کرنے میں کامیابی ہے۔

امید ہے آپ اسلامی نظام کو ملک میں جلد از جلد نافذ کرنے میں غور فرمائیں گے اور حکومت کو ان کی منظوری دینے میں خاصی دلچسپی سے کام لیں گے۔

شرعی اسلامی کونسل کی کارکردگی میں بھی پوری طرح سے دلچسپی لیں گے اور اسے کامیاب بنانے میں پوری توجہ دیں گے۔

باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اسلامی نظام ملک میں جلد از جلد قائم کروانے میں مدد دے۔ اب آپ نے اس امر پہ دوبارہ کوشش شروع کر دی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے اور ملک کو غیر اسلامی قوانین سے جلد نجات دے۔ آمین

نیاز احمد
بیرون حرم گیٹ۔ ملتان

بقیہ:۔ شہر شہر سے

منعقد ہوا۔ اجلاس میں حسن معاویہ نقشبندی، عبدالرحمٰن جامی النقشبندی، حبیب الرحمٰن قادری و دیگر اراکین نے حکومت سے اپیل کی کہ حسین بخش جاڑا کی کتاب مناظرہ بغداد کو فوری طور پر ضبط کیا جائے اور مصنف کے خلاف آرڈیننس حرمت صحابہ کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔ (مرسلہ عبدالرحمٰن جامی)

ملتِ اسلامیہ کا عظیم خطیب

محمد عباس نجمی

آزادی کے تذکروں میں جن مردانِ حریت اور باہمت مجاہدوں کا نام آفتاب و ماہتاب کی طرح درخشندہ و تابندہ رہے گا، ان میں امیر شریعت، بطل حریت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا نام نامی اسم گرامی بہت زیادہ نمایاں اور تابناک ہے۔ شاہ جی ۲۳ ستمبر ۱۸۹۱ء کو ہندوستان کے صوبہ بہار کے شہر پٹنہ میں پیدا ہوئے اور ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو پاکستان کے تاریخی شہر ملتان میں انتقال کر گئے اور یوں ان کی شاندار قومی و ملی خدمات اور اسلامی کارنامے تاریخ اسلام کا جزو لاینفک بن گئے تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں رنگ و نور کی ان پاکیزہ شعاعوں سے درس راہنمائی حاصل کریں۔

شاہ جی کو ہم سے جدا ہوئے بیس برس گزر چکے ہیں۔ یہی سال صدیوں میں تبدیل ہو جائیں گے لیکن شاہ جی کبھی لوٹ کر اس دنیا میں نہ آئیں گے۔ شاہ جی خود فرمایا کرتے تھے "میں وہاں چلا جاؤں گا جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا۔ پھر تم مجھے پکارو گے لیکن [یہ]ی پکار تمہارے کانوں سے ٹکرا ٹکرا کر تمہیں [ہل]کان کر دے گی، لیکن تم مجھے نہ پاؤ گے"۔

[خطی]ب الامت حضرت مولانا سید عطاء اللہ [ش]اہ بخاریؒ بلاشبہ ایک آتش نوا و افسوں نوا فصیح و بلیغ مبلغ خوش الحان و خوش بیان [تھ]ے اور اپنے [عص]ر میں اردو زبان کے سب [س]ے [بڑ]ے خطیب تھے اور خطابت کے تذکروں [میں] [ان] کا نام قیامت تک موجود رہے گا، [لیک]ن زمانے کی اس عظیم شخصیت کو محض میدانِ خطابت تک محدود کر دینا بہت بڑی ناانصافی اور تاریخی بددیانتی ہے۔ شاہ جیؒ کی مجاہدانہ زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ اسلامی سیرت و کردار کے عظیم پیکر اور اسوہ اسلاف کے مظہر جلیل تھے۔ آپ میں اسقدر خوبیاں تھیں کہ ہر خوبی آپ پر ناز کرتی تھی۔ ایک سچے مومن اور پکے مسلمان میں ایک وقت میں جسقدر خوبیاں ہونی چاہئیں وہ بدرجہ اتم آپ کی ذات میں موجود تھیں۔

شاہ جی جید ایک ممتاز متبحر عالم دین مفسر قرآن صاحب البیان رئیس الواعظین راہِ انقلاب کے شاہسوار، آزادی کے راستے کے مسافر۔ جدوجہد آزادی کے قابل فخر مجاہد۔ مفکر و مدبر سید و سردار سرخیل احرار، زعیم ملت اسد السنۃ، متوکل علی اللہ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار، دلاور و شجاع خیرخواہ امت داعی انقلاب، اسلامی اتحاد کے علمبردار مسیحا نفس مسیحا رکاب اس دھرتی پر فرنگی سامراج کے سب سے بڑے دشمن اقتدار کے بھوکے اور منہ زور باطل حلقہ یاراں میں ریشم سے زیادہ نرم دشمنانِ دین کے لئے فولاد سے زیادہ سخت از رزم حق و باطل میں اسلام کی شمشیر بے نیام جس سے گل لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان گفتار و کردار میں اللہ کی برہان ہر مجلس کی رونق ہر محفل کی جان گزشتہ ربع صدی کی متحرک تاریخ، ہندوستان میں بولی جانے والی تمام زبانوں کی چلتی پھرتی ڈکشنری اسلامی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا نابغۂ عبقری اپنی ذات میں ایک انجمن ایک ادارہ ایک جماعت اپنے دور کے عظیم انسان عہد ساز شخصیت عاشقِ رسولؐ ولی کامل اور حقیقتاً فنا فی الرسول تھے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہٗ اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے:

"لوگ شاہ جی کو ایک بہت بڑا خطیب ایک سیاستدان ایک محب وطن اور جرأت و بے باکی کا ستون ضرور تسلیم کرتے ہیں، لیکن شاہ جی کے روحانی مرتبہ سے قطعی طور پر ناواقف ہیں ورنہ ان کے پاؤں دھو دھو کر پیتے"۔

حضرت اکثر فرمایا کرتے:

"شاہ جی ولی کامل اور اسلام کی شمشیر برہنہ ہیں لیکن انہوں نے اپنے اوپر مزاح کی چادر اوڑھ رکھی ہے، اس لئے ظاہر بیں لوگ ان کا روحانی مقام متعین نہیں کر سکتے"۔

شاہ جی ایک ایسے معجز بیاں مقرر اور شعلہ نوا خطیب تھے جن کی آتش نوائی نے کلکتہ سے راس کماری تک اور خیبر سے کراچی تک پورے ہندوستان میں ظالم و غاصب حکمرانوں کے خلاف غم و غصے کا تند و تیز طوفان برپا کر دیا اور غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہر ہر ہندوستانی کے

دل میں آزادی کی تڑپ انگڑائیاں لینے لگی۔ غیر ملکی آقاؤں کی حکومت کا سنگھاسن ڈولنے لگا اور گورے حکمرانوں کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو گیا۔ آپ کی تقریروں سے برطانیہ کے ایوانِ سلطنت تھرا اٹھے۔ ہلاکو اور چنگیز کی معنوی اولاد بدحواس ہو گئی۔ انگریز کے خود کاشتہ پودے کی جڑیں سوکھنا شروع ہو گئیں۔ سفید سامراجی ایجنٹوں، انگریزی کاسہ لیسوں، بددماغ سیاسی گماشتوں، تنگ لیڈروں، قومی غداروں، غیر ملکی جاسوسوں، خود غرض سیاستدانوں، مفاد پرست راہنماؤں، ابن الوقت سجادہ نشینوں، بد نہاد پیرزادوں، عیاش نوابوں، جعلی پیروں، جھوٹے گدی نشینوں، درباری مولویوں، سرکاری فتویٰ بازوں، گمراہ دانشوروں، ملحد فلاسفروں، بے ضمیر ادیبوں، کاروباری مقرروں، مذہبی تاجروں، ثقافتی بھانڈوں، تہذیبی لٹیروں، ظالم سرمایہ پرستوں، جاگیرداروں اور رسہ گیروں کے لئے عصائے موسوی ثابت ہوئے۔

آپ کی تقریروں اور مجاہدانہ جدوجہد کی وجہ سے مندرجہ بالا تمام انسانیت دشمن طبقوں اور خلافِ اسلام گروہوں کے دن کا سکون اور رات کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ ہندوستان کا چپہ چپہ اس امر کا شاہد ہے اور منبر و محراب اس بات کے گواہ ہیں کہ شاہ جی صنم کدہ ہند میں مسلمانوں کے لئے مینارہ نور تھے۔ آپ اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت قلب و نگاہ کا سرِ نہاں اور آپ کا وجود مسلمانانِ ہند کے لئے بلاشبہ ایک بہت بڑا عطیۂ خداوندی تھا۔ آپ کی ذات مسلمانوں کے لئے نعمت ربانی اور انعام رب ذوالجلال تھا۔ ہر فرعونے را موسیٰ کے مصداق آپ کی پیدائش فرنگی اقتدار کے خاتمے کی اہلِ ہند کے لئے نوید مسرت اور خزانہ غیب سے دکھی انسانوں کے لئے خدا کی طرف سے امداد اور تعاون کی آخری قسط تھی۔ شاہ جی ایک ایسے مرد قلندر تھے قدرت نے جن کو انداز خسروانہ عطا کر رکھا تھا۔ آپ بظاہر کسی سلطنت کے حکمران نہ تھے لیکن لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کے دلوں کے بے تاج بادشاہ تھے۔ آپ ایک ایسے درویش و خدمت انسانی تھے جن کا دل فقر و استغنا کا گھر تھا۔ ملت اسلامیہ کے لئے دردمندی، صحابہ کرامؓ سے محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق آپ کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے۔ آپ اسلام کے نامور فرزند ٹیپو سلطان کے اس قول کی تصویر تھے کہ "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے"۔

آپ کے دل میں خوف خدا کے سوا کسی کا خوف نہ تھا۔ ارباب اقتدار کی ہیبت سے بے نیاز، حکمرانوں کے جاہ و جلال سے بے پروا اور صرف اور صرف خدائے واحد کے اطاعت گزار اور فرمانبردار بندے تھے۔ اولاد، دولت اور حکومت جیسے تمام بتوں کو ہمیشہ معبود ماننے سے انکار کیا اور صرف اللہ رب العزت پر توکل رکھا۔ دنیاوی لالچ، حرص و طمع یا کوئی بھی دوسرا شیطانی حربہ آپ کو حق گوئی اور حق پرستی سے باز نہ رکھ سکا۔ انگریز نے پچاس مربع اراضی کی پیشکش کی تو آپ نے ملی عزت کا ثبوت دیتے ہوئے اس خطیر سیاسی رشوت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔

آپ فطرت احرار، دل مضطرب اور بے چین روح لے کر پیدا ہوئے تھے۔ ماحول میں ہزار خوف و سراسیمگی ہو، ان کی زبان نے ہمیشہ ان کے ضمیر کا ساتھ دیا اور ذہن، دماغ اور قلب کی وجدانی قوتوں کی رفیق رہی اور یہی روز ازل سے مردان با خدا اور نفوس قدسیہ کا طریق و مشرب رہا ہے۔

وقت کا یہ سب سے بڑا خطیب جب عجم کی لے میں عرب کے نغمات سناتا اور حریت کے گیت گاتا تو منجمد خون کی گردش تیز ہو جاتی۔ وہ قرون اولیٰ کی رزم گاہوں سے مرتضیٰ کا جلال لے کر دبیز نیندیں جھنجھوڑتا سوئے ہوؤں کو جگاتا اور جاگنے والوں کو شمشیر بکف اور کفن بردوش ہو کر میدان وغا میں کودنے پر مجبور کر دیتا۔ رسالت کے دشمن اور نبوت کے باغی اس کی للکار سے ہراساں اور خوفزدہ تھے۔ اس کی آتش نوائی سے خدا فروشوں کی خانقاہوں پہ بجلیاں کوندتی تھیں۔ شاہ جی نے جس وقت سیاست میں قدم رکھا۔ اس وقت انگریز کے ٹاؤٹوں کے لئے مفت کی جاگیریں، مگر حریت کے نغموں کو دھر تانیں عطا کرنے والے حریت پسندوں کے لئے آہنی زنجیریں، جیل کی کال کوٹھڑیاں اور پھانسی کے پھندے تھے۔ شاہ جیؒ کی نگاہ بلند، سخن دلنواز اور جان پرسوز تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت کو مشعل راہ بنا کر اسلام کو مکمل ضابطہ حیات جان کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو مان کر اللہ اس کے محبوب نبیؐ اور نبیؐ کے جاں نثار ساتھیوں کی محبت و الفت کو رختِ سفر بنا کر قافلہ حریت کاروانِ احرار کے میر کارواں بنے اور مرتے دم تک حکومت الٰہی کا پرچم بلند رکھا۔

۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۰ء تک تحریک خلافت تحریک ہجرت، تحریک ترک موالات اور تحریک تحفظ ناموس رسالتؐ میں جانباز رضاکار کی حیثیت سے بھرپور حصہ لیا۔ تشکیل احرار سے قیام پاکستان تک۔ تحریک کشمیر، تحریک منگلور، تحریک کپورتھلہ، تحریک بہاولپور، تحریک مسجد شہید گنج، تحریک مدح صحابہ، تحریک مسجد منزل گاہ سکھر، تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ، تحریک ردّ مرزائیت اور تحریک آزادی وطن میں نہ صرف یہ کہ بھرپور حصہ لیا بلکہ قائد اور سپہ سالار کی حیثیت سے نمایاں کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد دفاع وطن، تحفظ پاکستان، اتحاد امت، تحریک مقدس ختم نبوت، تحریک اقامت حکومت الٰیہ اور تحریک نفاذ شریعت میں مؤثر کردار ادا کیا۔

شاہ جیؒ کلمہ حق بلند کرنے اور فرنگی استعمار کے خلاف جہاد میں مصروف ہونے کی بنا پر گیارہ مرتبہ گرفتار ہوئے اور تقریباً

دس سال پسِ دیوارِ زنداں رہے۔ شاہ جیؒ اپنے نسب نامِ حریت کا اظہار ان لفظوں میں کیا کرتے تھے:

"میں ان سؤروں کا ریوڑ بھی چرانے کے لئے تیار ہوں جو برٹش امپریلزم کی کھیتی کو ویران کرنا چاہیں۔

میں کچھ نہیں چاہتا۔ ایک فقیر ہوں۔ اپنے نانا کی سنت پر مرنا چاہتا ہوں۔ اور اگر کچھ چاہتا ہوں تو صرف اس ملک سے انگریز کا انخلاء۔ دو ہی خواہشیں ہیں میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر میں تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔ میں ان علمائے حق کا پرچم لئے پھرتا ہوں جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغِ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ ربِ ذوالجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لوگوں نے پہلے بھی کب کسی سرفروش کے بارے میں راستبازی سے سوچا ہے۔ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کے عادی۔ میں اسی سرزمین میں مجدد الف ثانیؒ کا سپاہی ہوں۔ شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کا مبلغ ہوں۔ سید احمد شہیدؒ کی غیرت کا نام لیوا اور شاہ اسماعیل شہید کی جرأت کا پانی دیوا ہوں۔ میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابجولاں علمائے امت کے لشکر کا ایک خدمت گزار ہوں جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ ہاں ہاں میں انہی کی نشانی ہوں انہی کی صدائے بازگشت ہوں میری رگوں میں خون نہیں آگ سی دوڑتی ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں قاسم نانوتویؒ کا علم لے کر نکلا ہوں۔ میں نے شیخ الہندؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں اور چلتا رہوں گا۔ میرا اس کے سوا کوئی موقف نہیں میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ برطانوی سامراج کی لاش کو کفنانا یا دفنانا۔ ہر شخص اپنا شجرۂ نسب رکھتا ہے۔ میرا یہی شجرۂ نسب ہے۔ میں سر اونچا کر کے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اس خاندان کا ایک فرد ہوں۔"

شاہ جیؒ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا عشق تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ختم نبوت کی حفاظت میرا جزوِ ایمان ہے جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا، جی نہیں چوری کا حوصلہ بھی کرے گا میں اس کے گریبان کی دھجیاں پھاڑ دوں گا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا نہیں نہ اپنا نہ پرایا میں انہی کا ہوں وہی میرے ہیں جن کے حسن و جمال کو خود ربِ کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو۔ میں ان کے حسن و جمال پر نہ مر مٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ اپنے بلند مرتبت معاصرین و مشاہیر کے ساتھ شاہ جیؒ کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ ان حضرات میں مولانا سید انور شاہ کاشمیریؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت پیر مہر علی شاہ، حضرت میاں پیر شیر محمد شرقپوریؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ، مولانا حسرت موہانیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ اور علامہ محمد اقبالؒ شامل تھے۔ شاہ جی فرماتے ہیں جب کبھی میں حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم کے ہاں حاضر ہوتا چارپائی پر گاؤ تکیہ کا سہارا لے کر بیٹھے ہوتے۔ حقہ سامنے ہوتا۔ دو چار کرسیاں بھی ہوتیں۔ میں کہتا یا مرشد فرماتے "آ بھئی پرا بہت دناں بعد آیاں ایں" (بہت دنوں بعد آئے ہو) علی بخش سے کہتے حقہ لے جاؤ اور کلی کے لئے پانی لاؤ۔ کلی فرماتے اور پھر ارشاد ہوتا شاہ جی قرآن سناؤ۔ میں قرآن سناتا اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔

بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح سے سیاسی اختلاف کے باوجود شاہ جی نے ہمیشہ قائد اعظم کی عظمت کا اعتراف کیا۔

ایک مرتبہ فرمایا "جوانمرد تھا جس بات پر ڈٹا کوہ کی طرح اڑ گیا۔ آہوں کے بادل اٹھے اشکوں کی گھٹا چھائی خون کی برکھا ہوئی۔ لاشوں کا سیلاب آیا مگر کوئی چیز اس کے عزم کو نہ ہلا سکی۔ اس نے تاریخ کے اوراق کو پلٹ دیا۔ بیش خوبیوں کا مالک یہ شخص ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو ملتان میں خالق حقیقی سے جا ملا۔ دو لاکھ سے زائد عقیدتمندوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے سید ابو معاویہ ابوذر بخاری نے پڑھائی اور آپ کو ملتان کے ایک عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔

بقیہ: اداریہ

- - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - -

زاہد [illegible]
۲۳ دسمبر ۱۹۸۱ء

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے
(ادارہ)

شہر شہر سے

اسلامی قوانین کے عملی نفاذ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے

حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

گالاہم جمعیت علماء اسلام اور نظام العلماء کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ نے کہا ہے کہ ملک کی سرحدات کے گرد درپیش ہونے والی سیاسی نقل وحرکت نے ملک کی جغرافیائی سرحدوں کو اور ملک کے اندر اسلامی قوانین کے ادھورے اور نامکمل نفاذ نے ملک کی نظریاتی سرحدوں کو خطرات سے دوچار کر رکھا ہے انہوں نے کہا کہ ملک اس وقت خطرناک صورت حال سے دوچار ہے اور قوم کو اپنے مستقبل کے بارہ میں جو خطرات وخدشات درپیش ہیں وہ کسی ذی شعور سے مخفی نہیں ہیں اور ملک میں اسلامی قوانین کے عملی نفاذ میں حائل رکاوٹوں کے سدباب کے لیے کوئی موثر اقدامات نہیں ہو رہے انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ سے ہی ہمارے انفرادی واجتماعی مسائل حل ہو سکتے ہیں لیکن گزشتہ دو برس سے انتظامی وعدالتی ڈھانچے کو اسلام کے سانچے میں ڈھالے بغیر قرآن وسنت کی تعلیمات سے بے بہرہ انتظامی وعدالتی مشینری کے ہاتھوں سے اسلامی قوانین کے نفاذ کا جو تجربہ جاری ہے اس نے نہ صرف ملک وقوم بلکہ خود اسلام کو بھی نئے مسائل میں الجھا دیا ہے اور لادین عناصر کو اسلامی نظام اور اسلامی قوتوں کے خلاف رکیک اور مذموم پروپیگنڈا کا موقع مل رہا ہے انہوں نے کہا کہ ان حالات میں ہم سب کا فرض ہے کہ فرقہ وارانہ اختلافات کو اپنے اپنے دائرہ میں رکھتے ہوئے اسلامی قوانین پر عملدر آمد کی راہ میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی اور سدباب کے لیے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں کیونکہ اس کے بغیر اسلامی نظام کو لادینیت اور جہالت کے طوفانی ردعمل سے نہیں بچایا جا سکتا انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ اپنے خطبات اور تقاریر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام سے درپیش مشکلات کے حل کا تذکرہ کریں مسلمانوں کو اتحاد واتفاق کی تلقین کرتے ہوئے قومی وحدت ملکی سالمیت اور اسلامی نظام کے مفاد میں قومی اتحاد ویکجہتی کے فروغ کے لیے مخلصانہ سعی کریں (روزنامہ جنگ ۲۶ نومبر)

یوم مطالبہ نفاذ اسلامی نظام منایا گیا

رحیم یار خان ۔ گزشتہ روز امیر مرکزی نظام العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی ہدایت پر ضلع رحیم یار خان کی چاروں تحصیلوں لیاقت پور ۔ خان پور، رحیم یار خان اور صادق آباد میں یوم مطالبۂ نفاذ اسلامی نظام منایا گیا۔

مکی مسجد رحیم یار خان میں ایک بہت بڑے اجتماع سے مولانا غلام ربانی ضلعی امیر و امیر نظام العلماء پنجاب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ملک کی سرحدات پر خطرات منڈلا رہے ہیں ادھر روس افغانستان پر حملہ آور ہے اور ادھر بھارتی حکومت کے عزائم خطرناک نظر آ رہے ہیں اس لیے ملکی سالمیت کا تقاضا ہے کہ ملک میں فی الفور عملاً اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے تاکہ عوام کی بے چینی دور ہو مولانا قاری حماد اللہ صاحب شفیق نے اپنے خطاب میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ اخبارات سے سنسر شپ کو اٹھایا جائے تاکہ عوام کو صحیح صورت حال سے آگاہی ہو سنسر شپ کی وجہ سے تخریب کار عناصر من گھڑت افواہوں سے عوام میں دہشت پھیلاتے ہیں اس کا واحد حل اخبارات سے سنسر شپ اٹھانا ہے عبدالصبور خان ڈار نے کہا کہ ملک میں اسلامی نظام کو عملاً نافذ کر دیا جائے تو جرائم یکسر ختم ہو جائیں گے۔

ہمارے تمام مسائل کا حل اسلام کے عملی نفاذ میں ہے

مولانا فضل الرحمن

مولانا محمد امین کی کی مسجد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ ملک میں اسلامی نظام جلد از جلد نافذ ہونا چاہیے اور اس مقصد کے لیے ہمیں اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہیے۔ انہوں نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا کہ سخت قوانین کے باوجود جرائم کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

بعد ازاں مولانا فضل الرحمن نے گوجرانوالہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وفاقی مجلس شوریٰ کے قیام کی بجائے ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے یہ ملک اندرونی اور بیرونی خطرات اور بحران سے نمٹنے کے قابل ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے تمام مسائل کا حل اسلامی نظام کے عملی نفاذ میں ہے جب تک مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم نت نئے مسائل سے دوچار رہیں گے انہوں نے کہا کہ یہ موجودہ حکومت بھی تسلیم کرتی ہے کہ اس ملک کے مسائل کا حل اسلامی نظام ہے اور اس نے اس سلسلہ میں کچھ اقدامات بھی کیے ہیں لیکن لکل یے نتیجہ ہیں آرڈیننسوں کے ذریعہ اسلامی حدود کے جزوی نفاذ سے بات نہیں بنے گی اگر ہم اسے ایک فلاحی مملکت بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ یہاں مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ کیا جائے وفاقی مجلس شوریٰ کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ مجلس شوریٰ ہمارے مسائل کا حل نہیں کر سکتی بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کے عوام کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے ملک اپنے بنیادی نظریات کی راہ پر گامزن ہو سکے

جانبدارانہ سلوک ترک کیا جائے

نعمان پورہ باغ۔ مدرسہ قاسم العلوم نعمان پورہ کی انتظامیہ کا ایک اجلاس مدرسہ کے نائب مہتمم مولانا قاری محمد انور کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں قاری عبدالخالق مولانا افضل مولانا نذیر توحیدی مولانا محمد امین مولانا عبدالرؤف مولانا عبدالشکور اور مولانا محمد طیب نے شرکت کی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاری محمد انور نے مولانا امیر الزمان کی معذوری کے بعد مدرسہ کی تعمیر کے لیے کی جانے والی جدوجہد کی تفصیلات بتاتے کہا کہ مدرسہ کی تعمیر کے سلسلہ میں ایک وفد گزشتہ سال ستمبر کے مہینہ میں ہونے والی علماء کانفرنس کے موقع پر مولانا محمد یوسف کی قیادت میں صدر سے ملا تھا اور مدرسہ کے بارہ میں جملہ کاغذات صدر کو پیش کیے تھے اور صدر نے بلڈنگ کے لیے رقم دینے کا وعدہ کیا تھا مگر بد قسمتی سے وہ فائل سرے سے ملتی ہی نہیں انہوں نے کہا کہ پھر ۲۰ مارچ کو انہوں نے صدر کو درخواست دی جس پہ صدر نے محکمہ تعمیرات کو لکھا مگر وہ درخواست بھی فائلوں کی نذر کر دی گئی مولانا قاری محمد انور نے کہا کہ پھر ایک درخواست مدرسہ کے چار کمروں پہ چھت ڈالنے کے لیے مبلغ پچاس ہزار روپے کے مطالبہ پر مشتمل صدر کو دی گئی جس پر صدر نے مشیر اوقاف کو لکھا مگر وہ درخواست بھی کسی دفتر کی نذر ہو گئی اور آج تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا امیر الزمان دھیر کوٹ کے واقعہ کے بعد دونوں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہیں جس کی وجہ سے ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے مدرسہ کے چار کمروں کی دیواریں مکمل ہوئے دو سال ہو چکے ہیں اور مسلسل بارشوں کی وجہ سے ہزاروں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ نے مطالبہ کیا ہے کہ مدرسہ کی چھت پر لینٹر ڈالنے اور مدرسہ کو ہونے والے نقصان سے بچانے کے لیے صدر بریگیڈیئر محمد حیات خان فوری مداخلت کر کے مدرسہ کے لیے رقم کی منظوری دیں۔

انتظامیہ نے مطالبہ کیا کہ محکمہ اوقاف کی نظامت کسی غیر متعصب شخص کے سپرد کی جائے انتظامیہ نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ صدر نے مدرسہ کے لیے سالانہ پانچ ہزار روپے اوقاف سے دینے کا اعلان کیا تھا مگر نعمان پورہ کے اس مدرسے کو تین سال سے یہ رقم نہیں دی گئی انتظامیہ نے اس سلسلہ میں تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہوئے گزشتہ سالوں کی رقم یکمشت مدرسہ کو دینے کا مطالبہ بھی کیا۔ انتظامیہ نے مولانا امیر الزمان پر قاتلانہ حملہ کرنے کی تحقیقات کے لیے خصوصی کمیشن مقرر کرنے کا بھی مطالبہ کیا اور موجودہ تحقیقات کو غیر تسلی بخش قرار دیا۔

رپورٹ

ناظم مدرسہ قاسم العلوم

ترجمان اسلام کے ناظم سرکولیشن

اور مرکزی مبلغ درج ذیل علاقوں کے دورہ پر ہیں

گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی شیرو۔ پشاور۔ زرگری۔ ہنگو۔ کوہاٹ بنوں لکی مروت۔ میانوالی۔ کلورکوٹ۔ بھکر جھنگ۔ فیصل آباد۔ چک جھمرہ۔ لاہور۔

احباب اور ایجنٹ حضرات مرکزی بیت المال اور ترجمان اسلام کے بقایاجات کی وصولی کے سلسلے میں موصوف سے تعاون فرمائیں۔

اسلامی نظام عملاً نافذ کیا جائے: مولانا غلام ربانی

ہم مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو مکمل کریں گے: مولانا قاری حماد اللہ

گذشتہ دنوں مولانا غلام ربانی صاحب امیر نظام العلماء پنجاب کی قیادت میں مولانا قاری حماد اللہ شفیق عبد الصبور ڈاہر مولانا شبیر احمد عثمانی عبد الرحیم صاحب علاقہ راجن پور نے ضلع رحیم یار خان کا چار روزہ دورہ کیا۔ جماعتی اجلاس ہوا مولانا قاری حماد اللہ صاحب شفیق نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم اپنے قائد مولانا مفتی محمود کے مشن پر قائم ہیں ان کے مشن کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔ حضرت مولانا غلام ربانی صاحب نے فرمایا کہ ملک میں اسلامی نظام عملاً نافذ کر کے عوام کی بے چینی کو دور کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص اضطراب اور پریشانی سے گذر رہا ہے اس کا حل صرف اسلامی نظام میں مضمر ہے مولانا عبد الصبور خان ڈاہر نے کہا کہ اسلامی آئین میں غریب و امیر کا فرق نہیں غریب جرم کرے یا امیر اس کی سزا برابر ہے بعد ازاں یہ وفد بھونگہ داین پہنچا صبح کی نماز کے بعد درس قرآن مجید ہوا پھر یہ وفد شہباز پور پہنچا جہاں وفد کو مولانا عبد المجید صاحب اور مولانا فاروق احمد نے خوش آمدید کہا اور مقامی مسائل پر گفتگو ہوئی اس کے بعد وفد علاقہ کی مشہور و معروف دینی درسگاہ مدرسہ خدام القرآن مہر سے شاہ پہنچا یہ مدرسہ علاقہ میں بہت شہرت یافتہ ہے اس مدرسہ میں تقریباً پانچ سو سے زیادہ طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

مولانا محمد عثمان صاحب اور مولانا عبد الغفور خان صاحب حال ہی میں حج بیت اللہ شریف سے واپس تشریف لائے تھے ان سے ملاقات ہوئی جماعتی امور پر گفتگو ہوئی۔

مولانا قاری حماد اللہ صاحب شفیق عبد الصبور خان ڈاہر۔ مولانا اللہ بخش صدیقی فیروزہ پہنچے تو علاقہ کے مشہور بزرگ مولانا سید حامد علی شاہ صاحب مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم فیروزہ سے مقامی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ رات کو جلسہ عام ہوا جس میں مولانا قاری حماد اللہ صاحب شفیق مولانا اللہ بخش صاحب صدیقی۔ مولانا سید حامد علی شاہ صاحب نے تقریریں کیں صبح کی نماز کے بعد عبد الصبور خان ڈاہر نے درس قرآن مجید دیا اس طرح یہ دورہ اختتام پذیر ہوا۔

حکومت سندھ سے مطالبہ

مدرسہ اشرفیہ سکھر کے مہتمم اور وفاق المدارس پاکستان کی مجلس عاملہ کے رکن مولانا محمد اسعد تھانوی نے حکومت سندھ کے وزیر زکوٰۃ و عشر کے اس بیان پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ حکومت نے ایک سال میں سندھ کے مدارس کو (۷۷) ستتر لاکھ روپیہ کی امداد فراہم کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ اس سلسلہ میں عوام کو اعتماد میں لینے کے لیے ان مدارس کا نام جن کو رقوم دی گئی ہیں اور ادا کردہ رقم کی تفصیلات شائع کی جائیں کیونکہ ہمارے علم کے مطابق علماء حق کے مدارس نے عموماً اور بڑے مدارس نے خصوصاً حکومت سے کوئی رقم وصول نہیں کی علماء اور دین پرست لوگ پہلے بھی حکومت سے یہ شدید مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ وہ تقسیم زکوٰۃ کا کام خدا ترس اور معروف دیانت دار افراد کے ہاتھ میں دے کیونکہ اگر خدانخواستہ زکوٰۃ کی تقسیم میں شرعی اصولوں کو پیش نظر نہ رکھا گیا تو یہ کہا جائیگا کہ اسلام کا یہ عادلانہ نظام بھی غریب افراد کی حالت میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہ لا سکا۔ صوبہ میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہونے کے باوجود کسی محلہ یا کسی برادری میں غریب عوام کی ذلیل حالی میں کوئی بہتری اب تک عوام نے محسوس نہیں کی ہے اور اخبارات میں آئے دن زکوٰۃ کمیٹیوں کے افراد کے ہاتھوں رقوم کی خرد برد کی خبریں واضح طور پر چھپتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے اس نظام کے نفاذ کی صحت پر لوگوں کے شکوک بڑھتے جا رہے ہیں دین کی تعلیم سے نابلد اور اللہ کے خوف سے عاری نوکر شاہی کے ہاتھ میں زکوٰۃ کی تقسیم کا نظام دینے کی وجہ سے اب تک مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کئے جا سکے اور عام آدمی نے آج تک ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔

شادی خانہ آبادی

گذشتہ روز رستم ضلع شکار پور (سندھ) میں جمعیت طلبہ اسلام کے سرگرم کارکن حافظ عبد اللہ عباسی کی شادی خانہ آبادی ہوئی اس موقع پر مدرسہ دار الفیوض رستم میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں فاضل نوجوان ڈاکٹر خالد محمود سومرو (جنرل سیکرٹری جمعیت طلبہ اسلام سندھ) نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ اس تقریب کے شرکاء وادی مہران کے معروف نعت خوان الحاج امداد اللہ صاحب کے نعتوں سے محظوظ ہوئے۔

ضمانت قبل از گرفتاری

فورٹ عباس۔ نظام العلماء فورٹ عباس کے رہنما مولانا رشید احمد کی ضمانت قبل از گرفتاری منظور کرتے ہوئے سیشن جج بہاولنگر نے انتظامیہ فورٹ عباس کو ہدایت کی ہے کہ وہ متعلقہ کاغذات لے کر حاضر عدالت ہوں۔

(رپورٹ رشید احمد)

کتاب ضبط کی جائے

مجلس خدام صحابہ جلال پور پیروالہ کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت حاجی نثار احمد قریشی

طلبہ کی سرگرمیاں — ترتیب ظہیر میر

۳۰، ۳۱ دسمبر کو

مرکزی مجلس عاملہ اور شوریٰ کا مشترکہ اجلاس شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد ہوگا

بہاولپور

۱۸-۱۹-۲۰ نومبر کو جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام بہاولپور شہر میں سہ روزہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع کی پہلی اور افتتاحی نشست ۱۸ نومبر کو بعد نماز ظہر منعقد ہوئی۔ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب نے اجتماع سے خطاب کیا اور جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب خالد محمود ڈار نے سوالات کے جوابات دیئے۔ اجتماع کی دوسری نشست بعد نماز عشاء زیر صدارت جناب ڈاکٹر رشید بزدانی منعقد ہوئی۔ اس نشست سے جناب پروفیسر منظور احمد خاں چیئرمین شعبہ اسلامیات اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے تنظیم کی اہمیت اور اطاعت امیر پر بڑا پرمغز خطاب فرمایا۔ اجتماع کی تیسری نشست ۱۹ نومبر کو صبح ۱۰ بجے شروع ہوئی۔ اس نشست میں مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں مختلف طالب علموں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا آخر میں جناب خالد محمود ڈار نے "داعی کی ذمہ داریاں" کے عنوان سے خطاب کیا اجتماع کی چوتھی نشست سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نے خطاب کیا۔ اجتماع کی پانچویں نشست بعد نماز عشاء زیر صدارت جناب عبد القیوم ہمدانی منعقد ہوئی۔ اجتماع سے پروفیسر جار اللہ صاحب چیئرمین شعبہ عربی بہاولپور یونیورسٹی نے "دورِ حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریوں" کے عنوان پر مفصل خطاب فرمایا اجتماع کی چھٹی نشست ۲۰ نومبر کو صبح دس بجے زیر صدارت جناب شاہد ریاض منعقد ہوئی اور مجلس مذاکرہ کی صدارت میں طلباء کرام نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اجتماع کی ساتویں اور آخری نشست بعد نماز جمعہ زیر صدارت جناب زبیر احمد صاحب منعقد ہوئی اور حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب نے خطاب فرمایا۔

چنیوٹ

جمعیۃ طلباء اسلام چنیوٹ کا ہفتہ وار اجلاس اسلامیہ کالج چنیوٹ میں منعقد ہوا اس موقع پر جمعیت طلبہ اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر پندرہ طلباء نے باقاعدہ جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے مقامی صدر جناب علی محمد ناصر اور جناب نثار الحق مسکین نے ان طلباء کی شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ ان کی شمولیت سے جمعیۃ طلباء اسلام کو چنیوٹ میں تقویت حاصل ہوگی۔

رسید بکیں اور دوسرا لٹریچر

مرکزی دفتر میں اس وقت رسید بکیں اور دوسرا لٹریچر موجود ہے مرکزی ناظم دفتر سے رابطہ کیجئے خوبصورت پلاسٹک بیجز بھی دستیاب ہیں اور کیلنڈر برائے ۱۹۸۲ء بھی تیاری کے مراحل میں ہے اپنے آرڈر دوں سے مطلع کیجئے گا۔

اظہار تعزیت

جمعیۃ طلباء اسلام حاصل پور کے سرپرست اور محسن جناب محمد اسلم غوری کی ہمشیرہ صاحبہ گزشتہ دنوں انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماؤں اور صوبائی عہدے داروں نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)

مرکزی مجلس شوریٰ اور عاملہ کا مشترکہ اور اہم اجلاس

۳۰، ۳۱ دسمبر بروز بدھ جمعرات جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد ہوگا۔

ایجنڈا (۱) تنظیمی صورت حال کا جائزہ
(۲) مالیات
(۳) مرکزی انتخاب اور مرکزی کنونشن کے لیے صلاح مشورہ۔
(۴) آئندہ کے لیے لائحہ عمل۔
۵۔ دیگر امور باجازت صدر